www.KitaboSunnat.com
اذکارِ نافعہ
پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

اذکار نافعہ

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی
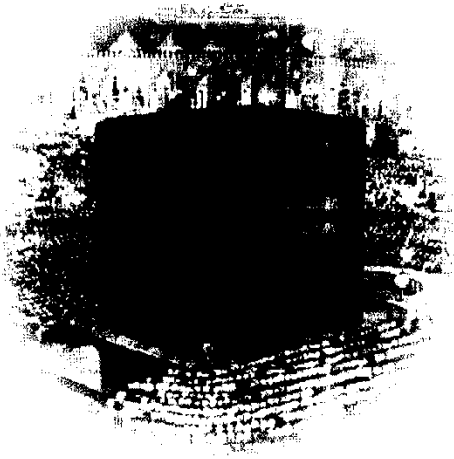
اسلام آباد میں ملنے کا پتہ

حافظ عباد الٰہی .... Ph: 2106400

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Ph:7351124 - 7230585

فہرست

پیش لفظ

(۱)

فضائل ذکر

(۲)

قرآن کریم اور بعض سورتوں اور آیات کے فضائل

(۳)

فضائل اذان

(۴)

اذان کے متعلقہ اذکار کے فضائل

(۵)

وضو کے بعد پڑھی جانے والی دعا کی فضیلت

(۶)

مسجد میں داخل ہونے کی دعا کی فضیلت

(۷)

نماز کے بعض اذکار کے فضائل

(۸)

تہلیل، تحمید، تکبیر اور [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] کے فضائل

(۱۰)

استغفار کے فضائل اور اس کے بعض مخصوص الفاظ

ا: فضائل استغفار:

(۱۱)

صبح و شام کے بعض اذکار کے فضائل

(۱۲)

مرادیں پوری کروانے والے آٹھ اذکار

(۱۳)

متفرق اذکار کے فضائل

۲۹۔ فضائل سلام:

تنبیہات

پیش لفظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ. وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. ﴾[1]

﴿ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا. ﴾[2]

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا. يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا. ﴾[3]

ذکرِ الٰہی سراپا خیر و برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس کے متعدد ثمرات اور فوائد بیان فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن و سنت میں کئی ایک مخصوص اذکار اور دعائیں اور ان کے فیوض و برکات بیان کیے گئے ہیں۔

اس کتاب میں ذکرِ الٰہی اور مخصوص اذکار اور دعاؤں کے قرآن و سنت میں بیان

---

[1] سورة آل عمران/ الآية ۱۰۲.
[2] سورة النساء/الآية الأولى.
[3] سورة الأحزاب/ الآيتان ۷۰ـ۷۱.

کردہ دنیوی اور اُخروی فوائد کو جمع کرنے کی توفیق الٰہی سے عاجزانہ کوشش کی گئی ہے، کہ شاید اللہ کریم مجھ ناکارے اور قارئین کرام کو ان سے فیض یاب ہونے والے خوش نصیب لوگوں میں شامل فرمادیں۔ وما ذلك على الله بعزيز[1]

کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں:

توفیق الٰہی سے درج ذیل باتوں کے اہتمام کی کوشش کی گئی ہے:

۱۔ کتاب کے لیے بنیادی معلومات قرآن وسنت سے حاصل کی گئی ہیں۔

۲۔ احادیث شریفہ کو عام طور پر ان کے اصلی ماخذ ومراجع سے نقل کیا گیا ہے۔

۳۔ صحیحین کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے نقل کردہ احادیث کے متعلق علمائے حدیث کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ صحیحین کی احادیث کی صحت پر اجماع اُمت کے پیش نظر ان کے متعلق اہل علم کے اقوال کو ذکر نہیں کیا گیا۔[2]

۴۔ کتاب کے آخر میں مصادر ومراجع کے متعلق تفصیلی معلومات درج کر دی گئی ہیں۔

کتاب کا خاکہ:

اللہ کریم کی توفیق سے کتاب کو درج ذیل تیرہ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔ فضائل ذکر۔

۲۔ قرآن کریم اور بعض سورتوں اور آیات کے فضائل۔

۳۔ فضائل اذان۔

۴۔ اذان کے متعلقہ اذکار کے فضائل۔

۵۔ وضو کے بعد پڑھی جانے والی دعا کی فضیلت۔

۶۔ مسجد میں داخل ہونے کی دعا کی فضیلت۔

---

[1] اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر مشکل نہیں۔

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مقدمة النووي لشرحه على صحيح مسلم ص ١٤؛ ونزهة النظر في توضيح نخبة الفكر للحافظ ابن حجر ص ٢٩.

۷۔نماز کے بعض اذکار کے فضائل۔

۸۔تہلیل،تحمید،تکبیراور[لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ]کے فضائل۔

۹۔ نبی کریم ﷺ پر دُرود اور اس کے فضائل۔

۱۰۔استغفار کے فضائل اور اس کے بعض مخصوص الفاظ۔

۱۱۔ صبح وشام کے بعض اذکار کے فضائل۔

۱۲۔مرادیں پوری کروانے والے آٹھ اذکار۔

۱۳۔متفرق اذکار کے فضائل۔

ان کے بعد درج ذیل تین تنبیہات ذکر کی گئی ہیں:

۱۔ اذکارِ نافعہ کے ساتھ مقدور بھر کوشش کرنا۔

۲۔فوائدِ اذکار کی راہ میں رکاوٹوں کو دور کرنا۔

۳۔ثمرات اذکار کے بارے میں مایوس نہ ہونا۔

شکرودعا:

اللہ مالک الملک کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں،کہ انہوں نے مجھ ناچیز کو اس عظیم موضوع کے بارے میں کچھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔فَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ ، وَلَهُ الْحَمْدُ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ.

رب حی و قیوم میرے والدین محترمین کی قبروں کو جنت کی باغیچیاں بنائیں، کہ انہوں نے اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کے لیے مقدور بھر محنت کی۔(رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا).

اللہ تعالیٰ میرے اہل وعیال کو جزائے خیر عطا فرمادیں،کہ انہوں نے کتاب کی تیاری اور مراجعت میں میرے ساتھ تعاون کیا اور مقدور بھر میری خدمت کی۔اللہ تعالیٰ

ان سب کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور اہل اسلام کے اہل وعیال کو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائیں۔ آمین۔

اللہ کریم اس حقیر کاوش کو قبول فرمائیں اور اس کو میرے لیے، میرے اہل وعیال، بہن بھائیوں اور قارئین کے لیے دینی اور دنیاوی خیر وبرکت کا سبب بنادیں۔

اِنَّہ سَمِیْعٌ مُجِیْبٌ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلٰی آلِہِ وَاصحابِہٖ وَاتباعہ وبارك و سلم

فضل الٰہی

اسلام آباد

۳۰ر محرم ۱۴۲۷

بمطابق ۲۸ر فروری ۲۰۰۶ م

(۱)

فضائل ذکر

قرآن وسنت میں ذکر کے بہت سے فضائل، برکات اور ثمرات بیان کیے گئے ہیں۔ان میں سے چند ایک توفیق الٰہی سے ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں:

ا۔ذکرالٰہی سب سے بڑا:

ارشادِباری تعالیٰ ہے:﴿ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ ﴾[1]

''اور یقیناً اللہ تعالیٰ کا ذکر [تمام نیکیوں سے] بڑا ہے۔''

۲۔بہترین عمل:

۳۔پاکیزہ ترین عمل:

۴۔بلندترین عمل:

۵۔سونااور چاندی خرچ کرنے سے بہتر:

۶۔جہاد کرنے،دشمن کوقتل کرنے اورقتل ہونے سے بہتر:

۷۔عذابِ الٰہی سے سب سے زیادہ نجات دینے والاعمل:

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ ، وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ ، وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ

[1] سورة العنكبوت/جزء من الآية ٤٥.

وَالْوَرَقِ، وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا أَعْنَاقَهُمْ، وَيَضْرِبُوْا أَعْنَاقَكُمْ؟"

وَقَالَ مُعَاذٌ رضی اللہ عنہ: "مَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ."[1]

''کیا میں تمہیں ایک ایسے عمل کی خبر نہ دوں:

جو تمہارے اعمال میں سے بہترین ہے،

جو تمہارے مالک کے نزدیک پاکیزہ ترین ہے،

جو تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا ہے،

جو تمہارے لیے سونا اور چاندی کے خرچ کرنے سے بہتر ہے،

اور تمہارے لیے دشمن سے لڑنے، کہ تم ان کی گردنوں کو مارو اور وہ تمہاری گردنوں کو کاٹیں، سے بہتر ہے؟

انہوں نے عرض کیا: ''ضرور [بتلایئے]۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ذکر۔''

اور معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''ذکر الٰہی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دینے والی نہیں۔''

۸۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کے ساتھ ہونا:

۹۔ خود اللہ تعالیٰ کا اس کو یاد کرنا:

ا: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے،

[1] جامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب منه، رقم الحديث ۳۶۰۱، ۲۲۴/۹؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الآداب، باب فضل الذكر، رقم الحديث ۳۸۳۵، ۳۳/۲. الفاظ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذي ۱۳۹/۳؛ وصحیح سنن ابن ماجه ۳۱۶/۲)۔

کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: " أَنا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِيْ ، وَأَنَا مَعَهُ حِيْنَ يَذْكُرُنِيْ ، إِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ، وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَإٍ هُمْ خَيْرٌ مِنْهُمْ "[1]

''اللہ عزوجل فرماتے ہیں: ''میں اپنے بندے کے اپنے بارے میں گمان کے مطابق ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے، تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ میرا ذکر کسی مجلس میں کرتا ہے، تو میں اس کا ذکر ایسی مجلس میں کرتا ہوں، جو ان سے بہتر ہے۔''

ب: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ فَاذْكُرُوْنِيْ أَذْكُرْكُمْ ﴾[2]

''پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔''

۱۰۔ ذکرِ الٰہی سے دلوں کا اطمینان:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾[3]

''آگاہ رہیے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔''

---

[1] متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب التوحید، باب قول الله تعالیٰ (وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ)، جزء من رقم الحدیث ۷٤۰۵، ۱۳/ ۳۸٤؛ وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الحث علی ذکر الله تعالیٰ، جزء من رقم الحدیث ۲۔(۲٦۷۵)، ٤/ ۲۰٦۱. الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

[2] سورة البقرة، جزء من الآیة ۱۵۲.

[3] سورة الرعد، جزء من الآیة ۲۸.

۱۱۔ فرشتوں کا ذکر کرنے والوں کے گرد گھیرا ڈالنا:

۱۲۔ رحمت الٰہیہ کا انہیں ڈھانپنا:

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ"[1]

"کوئی قوم ذکر الٰہی کے لیے نہیں بیٹھتی، مگر فرشتے ان کے گرد گھیرا ڈال دیتے ہیں، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، اطمینان کا ان پر نزول ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے ہاں موجود [فرشتوں] کے روبرو ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔"

۱۳۔ ذکر کرنے والا زندہ کی مانند:

امام بخاری نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ"[2]

"اپنے رب کو یاد کرنے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ جیسی ہے۔"

۱۴۔ بہت زیادہ ذکر کرنے والوں کا فلاح یافتہ ہونا:

ارشادِ ربانی ہے:

---

[1] صحیح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن والذكر، رقم الحديث ۲۹ (۲۷۰۰)، ۲۰۷۴/۴۔

[2] صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب فضل ذكر الله عزوجل، رقم الحديث ۶۴۰۷، ۲۰۸/۱۱۔

﴿ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾[1]

''اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

۱۵۔ مغفرت اور اجرِ عظیم پانے والوں کا ذکرِ الٰہی کثرت سے کرنا:

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصَّآئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ أَجْرًا عَظِيْمًا ﴾[2]

''بے شک مسلمان مرد اور اسلام لانے والی عورتیں، اور مومن مرد اور ایمان والی عورتیں، اور فرماں بردار مرد اور فرمان برداری کرنے والی عورتیں، اور سچے مرد اور سچی عورتیں، اور عاجزی اختیار کرنے والے مرد اور عاجزی اختیار کرنے والی عورتیں، اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں، اور روزہ دار مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرنے والے مرد، اور اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔''

۱۶۔ کثرت سے ذکر کرنے والوں کا سبقت لے جانا:

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان

[1] سورۃ الجمعۃ/ جزء من الآیۃ ۱۰۔

[2] سورۃ الأحزاب/ الآیۃ ۳۵۔

کیا، کہ مکہ کی طرف جاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا جمدان نامی پہاڑ کے پاس سے گزر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"سِيْرُوْا ، هٰذا جُمْدَان ، سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ."

"چلتے رہو، یہ جمدان ہے، مفردون سبقت لے گئے۔"

انہوں نے عرض کیا:

"وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟"

"اے اللہ تعالیٰ کے رسول! مفرّدون کیا ہیں"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اَلذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتُ"[1]

"کثرت سے ذکر الٰہی کرنے والے مرد اور عورتیں۔"

۱۷۔ ذکر کرنے والوں کے ہم نشین کا محروم نہ رہنا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بلا شبہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ذکر کرنے والوں کی تلاش میں راستوں میں پھرتے رہتے ہیں، پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کو پا لیتے ہیں، تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں "آؤ! ہمارا مقصود مل گیا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ان کے گرد اپنے پروں کے ساتھ قریب ہو کر آسمان دنیا [یعنی پہلے آسمان] تک پہنچ جاتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "پس ان کا رب عزوجل ان سے دریافت کرتا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الحث علی ذکر الله تعالیٰ، رقم الحدیث ٤ ـ (٢٦٧٦)، ٢٠٦٢/٤.

ہے[1]...... حالانکہ وہ ان سے زیادہ باخبر ہے ......، میرے بندے کیا کہتے ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ [فرشتے] جواب میں عرض کرتے ہیں: ''وہ آپ کی تسبیح پڑھتے ہیں، آپ کی کبریائی بیان کرتے ہیں، آپ کی حمد کرتے ہیں، اور آپ کی بڑائی کا تذکرہ کررہے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اگر انہوں نے مجھے دیکھا ہوتا، تو ان کی کیفیت کیسے ہوتی؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عرض کرتے ہیں: ''اگر انہوں نے آپ کا دیدار کیا ہوتا، تو وہ آپ کی عبادت اور بھی زیادہ کرتے، آپ کی بڑائی بہت زیادہ بیان کرتے، اور آپ کی تسبیح اور زیادہ کثرت سے کرتے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وہ مجھ سے کیا طلب کررہے ہیں؟''

وہ عرض کرتے ہیں: ''وہ آپ سے جنت مانگ رہے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کیا انہوں نے اس کو دیکھا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عرض کرتے ہیں: ''نہیں، واللہ! اے رب! انہوں نے اس کو نہیں دیکھا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اگر انہوں نے اس کو دیکھا ہوتا، تو ان کی کیفیت کیا ہوتی؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عرض کرتے ہیں: ''اگر انہوں نے اس کو دیکھا ہوتا،

---

[1] یعنی فرشتوں کی مجلس ذکر ختم ہونے کے بعد دربارِ الٰہی میں پیش ہونے کے موقع پر۔

تو وہ اس کے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے، اس کی خاطر ان کی تڑپ مزید شدید ہوتی اور اس کے متعلق ان کی آرزو بہت زیادہ بڑھ جاتی۔''

اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا: ''وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جواب میں عرض کرتے ہیں: ''دوزخ سے''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کیا انہوں نے اس کو دیکھا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عرض کرتے ہیں: ''نہیں، واللہ! اے رب! انہوں نے اس کو دیکھا نہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اگر وہ اس کو دیکھ لیں، تو ان کی کیفیت کیسے ہو؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جواب میں عرض کرتے ہیں: ''اگر انہوں نے اس کو دیکھا ہوتا، تو وہ اس سے دور ہونے میں سب سے آگے ہوتے، اور اس سے سب سے زیادہ خوف زدہ ہوتے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''**فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ.**''

''میں تمہیں گواہ بناتا ہوں، کہ بلا شک وشبہ میں نے انہیں معاف کردیا ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے: ''**فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ**''.

''فلاں [شخص] ان میں سے تو نہ تھا، بلکہ وہ تو کسی کام سے آیا تھا۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''**هُمُ الْجُلَسَاءُ ، لَا يَشْقَى جَلِيسُهُمْ.**''[1]

---

[1] متفق علیہ: صحیح البخاري، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر الله عزوجل، رقم الحدیث ۶۴۰۸، ۱۱/۲۰۸-۲۰۹؛ وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، رقم الحدیث ۲۵-(۲۶۸۹)، ۴/۲۰۶۹.

''وہ ایسے اہل مجلس ہیں، کہ ان کا ہم مجلس محروم نہیں رہتا۔''

اے اللہ کریم! ہم ناکاروں کو بھی اسی قسم کی مجلس والوں میں شامل فرما دیجیے۔

آمین یا ذا الجلال والإکرام.

۱۸۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی بنا پر فخر کرنا:

امام مسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

''یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک حلقہ [گروہ] کے پاس تشریف لائے، اور دریافت فرمایا: ''تم کیوں بیٹھے ہو؟''

انہوں نے عرض کیا: ''ہم بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں، اور ان کی تعریف کر رہے ہیں، کہ انہوں نے اسلام کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی، اور ہمیں نعمت اسلام سے نوازا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''[تمہیں] اللہ تعالیٰ کی قسم! کیا تمہارا بیٹھنا صرف اسی وجہ سے ہے؟''

انہوں نے عرض کیا: ''واللہ! ہمارے بیٹھنے کا سبب صرف یہی ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" أَمَّا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفُكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ ، وَلٰكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ ."[1]

''سنو میرا تمہیں قسم دے کر پوچھنا تمہارے بارے میں شک وشبہ کی بنا پر نہیں، لیکن (اصل صورت حال یہ ہے کہ) میرے پاس جبریل آئے اور مجھے خبر دی، کہ اللہ عزوجل تمہارے ساتھ فرشتوں پر فخر کرتے ہیں۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر، جزء من رقم الحدیث ۴۰۔ (۲۷۰۱)، ۴/ ۲۰۷۵.

۱۹۔ بندے کا ذکرِ الٰہی ہی سے شیطان سے محفوظ ہونا:

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ ان پر عمل کریں، اور بنو اسرائیل کو ان پر عمل کرنے کا حکم دیں۔ انہوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں اکٹھا کیا، تو مسجد بھر گئی اور وہ بالا خانوں میں بیٹھے۔ انہوں [یحییٰ علیہ السلام] نے کہا: ''بلاشبہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے، کہ میں ان پر عمل کروں، اور تمہیں ان پر عمل کرنے کا حکم دوں۔''

ان میں سے پہلی بات یہ ہے، کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ،

اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے نماز کا حکم دیا ہے

اور تمہیں روزے [رکھنے] کا حکم دیا ہے

اور تمہیں صدقہ [کرنے] کا حکم دیا ہے

اور تمہیں حکم دیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ بلاشک وشبہ اس کی مثال ایک ایسے شخص کی طرح ہے، کہ دشمن تیزی سے اس کا تعاقب کریں اور وہ ایک محفوظ قلعے میں پہنچ کر خود کو ان سے بچالے، اسی طرح بندے کو ذکرِ الٰہی کے سوا اور کوئی چیز شیطان سے محفوظ نہیں کر سکتی۔''[1]

---

[1] المسند ٤/ ١٣٠ (ط: المكتب الإسلامي)؛ وجامع الترمذي، أبواب الأمثال، باب ما جاء في مثل الصلاة والصيام والصدقة، جزء من رقم الحديث ٣٠٢٣، ٨/ ١٣٠-١٣١. الفاظ حدیث جامع ترمذی کے ہیں۔ امام ابن قیم اور شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: إعلام الموقعين ١/ ٢٣١؛ وصحيح سنن الترمذي ٢/ ٣٧٤).

(۲)

قرآن کریم اور بعض سورتوں اور آیات کے فضائل

اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم حضرت محمد ﷺ پر قرآن کریم نازل فرمایا۔ وہ سارا ہی اہل ایمان کے لیے سراپا رحمت، پیکر ہدایت اور مجسمہ شفا ہے۔ مزید برآں اللہ کریم نے بعض سورتوں اور آیات کو دوسری سورتوں اور آیات پر فوقیت عطا فرمائی ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے ایسی سورتوں اور آیات کے مخصوص فوائد اور برکات سے اُمت کو آگاہ فرمایا۔

قرآن کریم اور بعض مخصوص سورتوں اور آیات کے فضائل و ثمرات کے متعلق قرآن و سنت کی بعض نصوص توفیق الٰہی سے ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

ا۔ فضائل قرآن کریم

۱: اہل ایمان کے لیے شفا اور رحمت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَّشِفَاءٌ ﴾[1]

''کہہ دیجیے وہ [قرآن کریم] اہل ایمان کے لیے باعث ہدایت اور شفا ہے۔''

۲: ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں:

امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ وہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] سورۃ فصلت، جزء من الآیۃ ۴۴۔

"مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا. لَا أَقُولُ [الم] حَرْفٌ ، وَلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ ، وَلَامٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ". [1]

"جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ایک حرف پڑھا، اس کے لیے اس کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔ اور ایک نیکی کے صلے میں اس ایسی دس ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ [الٓمٓ] ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام [دوسرا] اور میم [تیسرا] حرف ہے۔"

۳: دو آیتوں کا سیکھنا یا پڑھنا دو اونٹنیوں اور دو اونٹوں سے بہتر:

امام مسلم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم صفہ میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ وہ ہر روز [وادی] بطحان یا [وادی] عقیق [2] کی طرف جائے، اور وہاں سے گناہ اور قطع رحمی کے بغیر اونچی کوہان والی دو اونٹنیاں ہانک لائے؟"

ہم نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! ہم ایسا کرنا پسند کرتے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَفَلَا يَغْدُو أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ أَوْ يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ خَيْرٌ مِنْ نَاقَتَيْنِ ، وَثَلَاثٌ خَيْرٌ مِنْ ثَلَاثٍ،

---

[1] جامع الترمذي، ابواب فضائل القرآن، باب ما جاء فيمن قرأ من القرآن ماله من الأجر، رقم الحديث ۳۰۷۵، ۸/۱۸۲۔ امام ترمذی نے اس کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ (المرجع السابق ۸/۱۸۲)؛ اور شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذي ۹۰۳)۔

[2] (بطحان یا عقیق): مدینہ طیبہ سے کم و بیش تین میل کی مسافت پر دو وادیاں ہیں۔ (ملاحظہ ہو: المفہم ۲/۴۲۹)۔

وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ مِنْ أَرْبَعٍ ، وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ.‘‘[۱]

’’تم میں سے ایک مسجد کی طرف کیوں نہیں جاتا [کہ وہاں] کتاب اللہ کی دو آیتیں سیکھے یا پڑھے، اور ایسا کرنا اس کے لیے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے، اور تین [آیات کا سیکھنا یا پڑھنا] تین سے بہتر ہے، اور چار کا چار سے، اور ان کے برابر اونٹوں کی گنتی سے [بھی]۔‘‘

۴: رات کو دس آیات پڑھنے والے کے فضائل:

ا: غافل لوگوں میں نہ لکھا جانا:

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ فِي لَيْلَةٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ.‘‘[۲]

’’جس شخص نے ایک رات میں دس آیات کی تلاوت کی، وہ غافلوں میں سے نہ لکھا جائے گا۔‘‘

ب: اس کے لیے خزانہ لکھا جانا:

امام طبرانی نے حضرت فضالہ بن عبید اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جس شخص نے رات کو دس آیات پڑھیں، اس کے لیے خزانہ لکھا جاتا ہے

---

[۱] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل قراءة القرآن في الصلاة وتعلمه، رقم الحديث ۲۵۱ـ(۸۰۳)، ۱/۵۵۲ـ۵۵۳.

[۲] المستدرك على الصحيحين، كتاب فضائل القرآن، ۱/۵۵۵. امام حاکم نے اس کو [مسلم کی شرط پر صحیح] کہا ہے، اور حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱/۵۵۵؛ والتلخيص ۱/۵۵۵، ۵۵۶)۔ شیخ البانی نے اس کو [صحيح لغيره] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ۱/۲۶۹)۔

اور [وہ] خزانہ دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔

جب روزِ قیامت ہوگا، تو تمہارے رب عزوجل فرمائیں گے: ''پڑھو اور ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ اوپر چڑھ جاؤ۔''

یہاں تک کہ وہ اپنے پاس موجود آخری آیت پر پہنچے گا، تو اللہ عزوجل [اس] بندے سے فرمائیں گے: ''لے لو۔''

بندہ اپنے ہاتھ کے ساتھ [اشارہ کرتے ہوئے] عرض کرے گا: ''اے رب! آپ زیادہ جانتے ہیں [کہ میں کیا پکڑوں؟]''

وہ فرمائیں گے: ''اس کے ساتھ خلد اور اس کے ساتھ نعمتیں۔[1]''[2]

۵: سو آیات کی بنا پر رات کی عبادت کا لکھ جانا:

امام احمد نے حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ قَرَأَ بِمِئَةِ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قُنُوْتُ لَيْلَةٍ.''[3]

---

[1] یعنی دائیں ہاتھ کے ساتھ دائمی جنت اور بائیں ہاتھ کے ساتھ اس کی نعمتیں لے لو۔ (ملاحظہ ہو: ھامش صحیح الترغیب والترھیب ۱/۴۰۶)۔

[2] منقول از: الترغیب والترھیب، کتاب النوافل، الترغیب فی قیام اللیل، رقم الحدیث ۴۱، ۱/۴۳۹۔ حافظ منذری اس کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ طبرانی نے [المعجم] الکبیر اور الأوسط میں روایت کیا ہے۔ اور اس کی [اسناد حسن] ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱/۴۳۹)۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترھیب ۱/۴۰۶)۔

[3] المسند، رقم الحدیث ۱۶۹۵۸، ۲۸/۱۵۶۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے شواہد کی بنا پر اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش المسند ۲۸/۱۵۶)۔

”جس شخص نے ایک رات میں سو آیات کی تلاوت کی، تو اس کے لیے رات کی عبادت تحریر کی جاتی ہے۔“

۶: ہزار آیت کے ساتھ قیام کرنے والے کا خزانے کے مالکوں میں لکھا جانا:

امام ابوداود نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس شخص نے ایک ہزار آیت کے ساتھ قیام کیا وہ خزانے کے مالکوں میں سے لکھا گیا۔[1]“[2]

تنبیہ: سورہ [تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ] سے آخر قرآن تک آیات کی تعداد ایک ہزار ہے۔[3]

۷: قرآن کریم پڑھنے اور سمجھنے سمجھانے والوں پر نزولِ اطمینان:
۸: رحمت الٰہیہ کا انہیں ڈھانپنا:
۹: فرشتوں کا ان کے گرد اپنے پَروں سے قریب ہونا:
۱۰: اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کی مجلس میں ان کا تذکرہ فرمانا:

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے لیے بہت زیادہ اجر و ثواب لکھا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے لیے عظیم الشان اجر و ثواب تحریر کیا جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ۱۹۲/۴).

[2] سنن أبي داود، أبواب قراءة القرآن و تحزيبه و ترتيله، باب تحزيب القرآن، جزء من رقم الحديث ۱۳۹۵، ۱۹۵/۴. شیخ البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۲۶۳/۱؛ و صحيح الترغيب والترهيب ۴۰۶/۱).

[3] ملاحظہ ہو: الترغيب والترهيب ۴۴۰/۱.

"وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ ، يَتْلُوْنَ آيَاتِ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ."[1]

''لوگوں کا کوئی گروہ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں آیاتِ الٰہیہ [قرآن کریم] کی تلاوت اور اس کو سمجھنے سمجھانے کے لیے جمع نہیں ہوتا، مگر

ان پر اطمینان نازل ہوتا ہے،

رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے،

ان کے گرد فرشتے اپنے پَروں کے ساتھ قریب ہو جاتے ہیں،

اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود [فرشتوں] کے سامنے ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔''

۱۱: قرآن کریم کا اپنے ساتھیوں کے لیے شفاعت کرنا:

ا: امام مسلم نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"اِقْرَءُوْا الْقُرْآنَ ، فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِأَصْحَابِهِ."[2]

''قرآن پڑھو، کیونکہ بلا شبہ وہ اپنے ساتھیوں کے لیے شفاعت کرنے والے کی حیثیت سے آئے گا۔''

ب: امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفا، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر، جزء من رقم الحدیث ۳۸۔ (۲۶۹۹)، ۲۰۷۴/۴.

[2] المرجع السابق، باب فضل قراءۃ القرآن وسورۃ البقرۃ، رقم الحدیث ۲۵۲۔(۸۰۴)، ۵۵۳/۱.

"يَجِيْءُ صَاحِبُ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُوْلُ: "يَا رَبِّ! حَلِّهِ."

فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ. ثُمَّ يَقُوْلُ: "يَا رَبِّ! زِدْهُ."

فَيُلْبَسُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ. ثُمَّ يَقُوْلُ: "يَا رَبِّ ارْضَ عَنْهُ."

فَيُقَالُ: "اِقْرَأْ، وَارْقَ."

وَيُزَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةً."[1]

"قرآن والا قیامت کے دن آئے گا، تو وہ [قرآن کریم] کہے گا: "اے رب! اس کو لباس زینت عطا فرمائیے۔"

تو اس کو تاج عزت پہنایا جائے گا۔

پھر وہ کہے گا: "اے رب! اس کو مزید عطا فرمائیے۔"

تو اس کو پوشاک عزت پہنائی جائے گی۔

پھر وہ کہے گا: "اے رب! اس سے راضی ہو جائیے۔"

اس سے کہا جائے گا: "پڑھو، اور اوپر چڑھتے جاؤ۔"

اور ہر آیت کے ساتھ نیکی کو زیادہ کیا جائے گا۔"

۱۴: روزِ قیامت قاری کا عظیم الشان مقام:

امام ابوداود اور امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: "اِقْرَأْ، وَارْتَقِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ

---

[1] جامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث ۳۰۷۶، ۸/ ۱۸۳۔ امام ترمذی نے اس کو [حسن صحيح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۸/ ۱۸۳)؛ اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ۳/ ۱۰)۔

تُرَتِّلُ فِي الدُّنيَا ، فَإِنَّ مَنزِلَتَكَ عِندَ آخِرِ آيَةٍ تَقرَؤُهَا."[1]

"قرآن والے سے کہا جائے گا: "پڑھو اور اوپر چڑھو اور جس طرح تم ترتیل کے ساتھ دنیا میں پڑھتے تھے۔ اسی طرح پڑھو، کیونکہ یقیناً تمہارا مقام وہاں ہے، جہاں تم آخری آیت پڑھ کر پہنچو گے۔"

ب۔ بعض سورتوں اور آیات کے فضائل

۱: سورۃ الفاتحہ کے ساتھ دم:

ا: ڈسے ہوئے کا شفایاب ہونا:

امام بخاری نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم ایک سفر میں نکلے۔ دورانِ سفر وہ عرب کے ایک قبیلہ کے پاس اُترے۔ انہوں نے کا مہمان بننا چاہا، لیکن انہوں [یعنی قبیلہ والوں] نے مہمان داری سے انکار کردیا۔

اس قبیلے کا سردار ڈسا گیا۔ انہوں نے اس [کے علاج] کی خاطر ہر ممکن کوشش کی، لیکن اس کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔

ان میں سے ایک شخص نے کہا: "جو لوگ تمہارے پاس آئے ہیں، ان کے پاس جاؤ، کہ شاید ان میں سے کسی کے پاس [اس کے علاج کے لیے] کوئی چیز ہو۔"

---

[1] سنن أبي داود، أبواب قيام الليل، تفريع أبواب الوتر، باب كيف يُستَحبّ الترتيل في القراءة، رقم الحديث ١٤٦٤، ٢٣٧/٤؛ وجامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث ٣٠٨١، ١٨٦/٨-١٨٧. الفاظِ حدیث سنن أبي داود کے ہیں۔ امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن صحيح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١٨٧/٨؛ وصحيح سنن أبي داود ٢٧٥/٢؛ وصحيح سنن الترمذي ٣/١٠).

چنانچہ وہ ان کے پاس آئے اور کہا ''اے لوگو! ہمارا سردار ڈسا گیا ہے، اور ہم نے اس [کے علاج] کی خاطر ہر ممکن کوشش کی ہے، لیکن کسی چیز سے بھی اس کو کچھ فائدہ نہیں ہوا، تو کیا تم میں کسی کے پاس [اس کے علاج کے لیے] کوئی چیز ہے؟''

ان میں سے ایک [صحابی] نے کہا: ''ہاں، اللہ کی قسم! میں اس کو دم کروں گا، لیکن ہم نے تو آپ سے مہمانی طلب کی تھی، لیکن آپ نے ہماری مہمانداری نہ کی، سو اب میں اُجرت کے بغیر دم نہ کروں گا۔''

بکریوں کے ایک گلے پر ان کا معاملہ طے ہو گیا۔

وہ صحابی وہاں تشریف لے گئے اور ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾ پڑھ پڑھ کر پھونک مارتے گئے۔[1] ایسا معلوم ہوا گویا کہ وہ [سردار] رسی سے کھول دیا گیا، وہ اُٹھ کر چلنے لگا، تکلیف اور درد کا نشان بھی باقی نہ رہا۔

انہوں [ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا: ''انہوں نے طے شدہ اُجرت صحابہ رضی اللہ عنہم کو دے دی۔

بعض صحابہ نے کہا: ''اس کو تقسیم کیجیے۔''

دم کرنے والے صحابی نے کہا: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے کچھ نہ کرو۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو صورتِ حال عرض کریں گے، پھر دیکھیں گے کہ آپ کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں۔''

---

[1] جامع الترمذي میں ہے کہ ''میں نے اس پر سات مرتبہ سورۃ الحمد پڑھی۔'' (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي، أبواب الطب، باب ما جاء في أخذ الأجر على التعويذ، رقم الحديث ۲۱۴۲، ۱۸۹/۶۔۱۹۰)۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو صحیح سنن الترمذي ۲۰۶/۲)۔

چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا عرض کیا،
تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس [یعنی سورۃ الفاتحہ]
کے ساتھ دم کیا جاتا ہے؟''
پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ٹھیک کیا، تقسیم کر لو اور میرا بھی اپنے
ساتھ حصہ رکھنا۔''
[یہ فرما کر] رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے۔''[1]

ب: مجنون کا صحت یاب ہونا:

امام ابوداود نے خارجہ بن صلت تمیمی سے روایت نقل کی ہے، اور انہوں نے اپنے چچا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ سے واپسی پر ان کا گزر ایک قوم کے پاس سے ہوا، جن کا ایک دیوانہ شخص بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے گھر والوں نے ان سے کہا: ''ہمیں بتلایا گیا ہے، کہ آپ کے صاحب [یعنی نبی کریم ﷺ] خیر کے ساتھ آئے ہیں، تو کیا آپ لوگوں کے پاس اس کے علاج کے لیے کوئی چیز ہے؟''
میں نے [سورۃ الفاتحہ] پڑھ کر اس کو دم کیا[2]، تو وہ صحت یاب ہو گیا اور انہوں نے مجھے سو بکری دی۔
پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کی خدمت میں صورتِ حال عرض کی، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا صرف یہی؟'' (یعنی کیا

---

[1] صحیح البخاري، كتاب الإجارة، باب ما يعطى في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، رقم الحديث ٢٢٧٦، ٤/٤٥٣.

[2] ایک اور روایت میں ہے: ''میں نے تین دن تک صبح و شام اس پر سورۃ الفاتحہ پڑھی۔'' (سنن أبي داود، كتاب الطب، باب كيف الرقي؟ جزء من رقم الحديث ٣٨٩٠، ١٠/٢٧٧). شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ٢/٧٣٨).

تم نے صرف اسی کے ساتھ دم کیا؟'')

مسدد[1] نے ایک اور مقام پر بیان کیا: [نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا]:

''کیا تو نے اس کے سوا کچھ اور پڑھا؟''

میں نے عرض کیا: ''نہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس [یعنی سو بکری] کو لے لو، میری زندگی کی قسم! اگر کوئی باطل جھاڑ پھونک سے کھاتا ہے، تو تم تو سچے دم کے ذریعہ سے کھا رہے ہو۔''[2]

۲: سورۃ البقرہ کا پڑھنا:

ا: اس کا لینا باعث برکت، چھوڑنا باعث حسرت:

امام مسلم نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

" اِقْرَؤُوا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ، وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ."[3]

''سورۃ بقرہ پڑھو، کیونکہ اس کا حصول [باعث] برکت ہے، اور اس کا چھوڑنا [سبب] حسرت ہے، اور ناکارے اس کی طاقت نہیں رکھتے۔''[4]

---

[1] (مسدد): حدیث شریف کے راویوں میں سے ایک راوی۔

[2] سنن أبي داود، كتاب الطب، باب كيف الرقى؟، رقم الحديث ۳۸۹۱، ۱۰/۲۷۸. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ۲/۷۳۸).

[3] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل قراءة القرآن وسورة البقرة، جزء من رقم الحديث ۲۵۲ ـ (۸۰٤)، ۱/۵۵۳.

[4] یعنی کاہل اور نالائق لوگ اس کو پڑھنے، اس کے معانی پر تدبر کرنے اور اس میں بیان کردہ اوامر و نواہی پر عمل کرنے سے محروم ہیں۔ ایک دوسرا معنی شاید یہ بھی ہے کہ [البطلة] سے مراد جادوگر، اور جملے کا معنی یہ ہے، کہ جادوگر اس کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ب: سورۃ البقرہ پڑھے جانے والے گھر سے شیطان کا دور رہنا:

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، وَإِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي تُقْرَأُ الْبَقَرَةُ فِيهِ لَا يَدْخُلُهُ الشَّيْطَانُ." [1]

"اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، [2] یقیناً جس گھر میں [سورۃ] البقرہ پڑھی جائے، اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔"

ج: سورۃ البقرۃ پڑھے جانے والے گھر سے شیطان کا فرار ہونا:

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ. إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ." [3]

"اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ یقیناً شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جہاں سورۃ البقرہ پڑھی جاتی ہے۔"

---

[1] جامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في سورة البقرة وآية الكرسي، رقم الحديث ٣٠٣٧، ١٣٦/٨. امام ترمذی نے اس حدیث کو [حسن صحیح] کہا ہے اور شیخ البانی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١٣٦/٨ وصحيح سنن الترمذي ٣/٤)۔

[2] یعنی گھر ذکر و طاعت سے خالی ہو کر قبرستان کی طرح نہ ہو جائیں اور تم ان میں مردوں کی مانند ہو جاؤ۔ (ملاحظہ ہو: تحفة الأحوذي ١٤٦/٨)۔

[3] صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازها في المسجد، رقم الحديث ٢١٢ (٧٨٠)، ٥٣٩/١۔

۳: آیت الکرسی کا پڑھنا:

ا: پڑھنے والے کا شیطان سے محفوظ ہونا:

ا: امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زکاۃ رمضان[1] کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی۔ [رات کو] ایک شخص میرے پاس آیا اور غلہ میں سے مٹھیاں بھر بھر کر اُٹھانے لگا، میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: ''میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کروں گا۔''

پس انہوں نے [ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ] نے حدیث بیان کی...... اس [شیطان] نے کہا:

'' إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ، لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ ، وَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ.''

''جب تم اپنے بستر پر آؤ، تو آیت الکرسی پڑھو۔ (ایسا کرنے سے) یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ تم پر مقرر کیا جائے گا اور صبح ہونے تک شیطان تمہارے قریب نہ آئے گا۔''

(یہ بات سن کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ، ذَاكَ شَيْطَانٌ.''[2]

''وہ جھوٹا ہے، [لیکن] تجھ سے سچ بات کہہ گیا ہے، وہ شیطان تھا۔''

۲: حضرات ائمہ نسائی، ابن حبان، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

---

[1] زکاۃ رمضان سے مراد صدقۃ الفطر کے طور پر دیا ہوا اناج۔

[2] حدیث شریف کی تفصیل ملاحظہ ہو: صحیح البخاري، كتاب الوكالة، باب إذا وكل رجلاً فترك الوكيل شيئاً فأجازه الموكل فهو جائز، رقم الحديث ۲۳۱۱، ۴/۴۸۷.

سے روایت نقل کی ہے، کہ جب انہوں نے شیطان کو پکڑا، تو اس سے دریافت کیا:

" مَا يُجِيرُنَا مِنْكُمْ؟"

''ہمیں تم سے کون سی چیز محفوظ رکھتی ہے؟''

اس نے کہا: " تَقْرَأُ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ﴿ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴾؟"

''[کیا] آپ آیت الکرسی ﴿ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴾ جو کہ سورۃ البقرہ میں ہے، پڑھتے ہو؟''

انہوں نے جواب دیا: ''ہاں۔''

اس نے کہا: " إِذَا قَرَأْتَهَا غُدْوَةً أُجِرْتَ مِنَّا حَتَّى تُمْسِيَ، وَإِذَا قَرَأْتَهَا حِيْنَ تُمْسِي أُجِرْتَ مِنَّا حَتَّى تُصْبِحَ."

''جب آپ اس کو صبح پڑھیں گے، تو شام تک ہم سے محفوظ کیے جائیں گے۔ اور جب آپ اس کو شام کو پڑھیں گے، تو صبح تک ہم سے محفوظ کیے جائیں گے۔''

ابی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس بات کی خبر دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''صَدَقَ الْخَبِيْثُ'' [1]

''خبیث نے سچ بات کہی ہے۔''

۳: امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی

---

[1] كتاب السنن الكبرى، الجزء الثالث من كتاب عمل اليوم والليلة، ذكره ما يُجيرُ من الجن والشيطان، رقم الحديث ١٠٧٩٧، ٦/٢٣٨؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب قراءة القرآن، ذكر الاحتراز من الشيطان ـ نعوذ بالله منهم ـ بقراءة آية الكرسي، رقم الحديث ٧٨٤، ٣/٦٣ـ٦٤؛ المستدرك على الصحيحين كتاب فضائل القرآن، ١/٥٦٢؛ ومجمع الزوائد، كتاب الأذكار، باب ما يقول إذا أصبح ⇦⇦⇦

ہے......ایک طویل حدیث میں......اور اسی میں ہے:

جب حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے جنی کو تیسری مرتبہ پکڑا، تو اس نے کہا: ''اب میں تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوبرو پیش کیے بغیر نہ چھوڑوں گا۔''

وہ کہنے لگی: '' إِنِّي ذَاكِرَةٌ لَكَ شَيْئًا : آيَةَ الْكُرْسِيِّ اِقْرَأْهَا فِي بَيْتِكَ، فَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ وَلَا غَيْرُهُ.''

''میں ایک چیز تمہارے روبرو ذکر کر رہی ہوں: اپنے گھر میں آیت الکرسی پڑھا کرو، تمہارے نزدیک نہ شیطان آئے گا اور نہ ہی کوئی اور [ضرر رساں] چیز۔''

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تمہارے قیدی نے کیا کہا؟''

انہوں نے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع دی، تو آپ نے فرمایا:

'' صَدَقَتْ، وَهِيَ كَذُوبٌ''[1]

''اس نے سچ کہا، حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔''

⇦⇦⇦ وإذا أمسى، ۱۰/ ۱۱۷۔۱۱۸. الفاظ حدیث المستدرک کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك على الصحيحين ۱/ ۵۶۲؛ والتلخيص ۱/ ۵۶۲)۔ حافظ ہیثمی نے اس کے متعلق کہا ہے: اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے، اور اس کے روایت کرنے والے ثقہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۱۸)۔ شیخ ارناؤوط نے اس کی [اسناد کو قوی] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش الإحسان ۳/ ۶۴)۔

[1] المسند، رقم الحديث ۲۳۵۹۲، ۳۸/ ۵۶۳؛ وجامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء في سورة البقرة، آية الكرسي، رقم الحديث ۳۰۴۰، ۸/ ۱۴۸۔۱۵۰. الفاظ حدیث جامع الترمذي کے ہیں۔ امام ترمذی نے اس کو [حسن] کہا ہے، حافظ منذری نے ان سے موافقت کی ہے اور شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۸/ ۱۵۰؛ والترغيب والترهيب ۲/ ۳۷۴؛ وصحيح سنن الترمذي ۳/ ۴)۔

مذکورہ بالا اَحادیث سے معلوم ہونے والی باتوں میں سے تین درج ذیل ہیں:

(۱) رات کو سوتے وقت بستر پر آیت الکرسی پڑھنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے محافظ مقرر کیا جاتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں پھٹکتا۔

(۲) آیت الکرسی اپنے صبح کے پڑھنے والے کو شام تک شیطان سے محفوظ رکھتی ہے، اور شام کے پڑھنے والے کو صبح تک شیطان سے بچائے رکھتی ہے۔

(۳) اس کا گھر میں پڑھنا شیطان سے اور دیگر ضرر رساں چیزوں کو وہاں سے دور کر دیتا ہے۔

ب: فرض نماز کے بعد پڑھنے سے آئندہ نماز تک حفاظتِ الٰہیہ:

امام طبرانی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ إِلَى الصَّلَاةِ الْأُخْرَى." [1]

"جس شخص نے فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی، وہ آئندہ نماز تک اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہوتا ہے۔"

ج: ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے والے اور جنت کے درمیان صرف موت کا فاصلہ:

حضرات ائمہ نسائی، ابن حبان اور طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ

---

[1] منقول از: الترغيب والترهيب، كتاب الذكر والدعاء، الترغيب والترهيب في آيات وأذكار بعد الصلوات المكتوبات، رقم الحديث ۷، ۲/ ۳ ۵ ٤. حافظ منذری اور حافظ ہیثمی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/ ۳ ۵ ٤؛ ومجمع الزوائد ۱۰/ ۱۰۹).

مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ." [1]

''جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے، اس کو جنت کے داخلے سے موت کے سوا کوئی اور چیز نہیں روکتی۔''

۴: سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں:

ا: رات کو پڑھنے والے کے لیے ان کا کافی ہونا:

امام بخاری نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ." [2]

''جس شخص نے رات کو سورۃ بقرہ کی دو آیتیں پڑھیں، وہ اس کے لیے کفایت کر گئیں۔''

[کفایت کرنے] کے متعلق محدثین سے منقولہ اقوال میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

ا: قیام اللیل میں قرآن کریم کی تلاوت سے کفایت کر گئیں۔

۲: دورانِ نماز یا نماز کے علاوہ قرأت قرآن کریم سے کفایت کر گئیں۔

---

[1] کتاب السنن الکبری، کتاب عمل الیوم واللیلة، ثواب من قرأ آية الكرسي دبر كل صلاة، رقم الحديث ۹۹۲۸/۱، ۳۰/۶؛ والترغيب والترهيب، كتاب الذكر والدعاء، الترغيب في آيات وأذكار بعد الصلوات المكتوبات، رقم الحديث ۶، ۴۵۳/۲؛ ومجمع الزوائد، كتاب الأذكار، باب ما جاء في الأذكار عقب الصلاة، ۱۰۲/۱۰. اس کے متعلق حافظ ابن حجر نے تحریر کیا ہے: ''اس کو نسائی اور ابن حبان نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔'' (منقول از: هامش تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف للزمخشري ۱۶۰/۱ـ۱۶۱)؛ شیخ البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو سلسلة الأحاديث الصحيحة ۶۹۷/۲ـ۶۹۸).

[2] صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة، رقم الحديث ۵۰۰۹، ۵۵/۹.

۳: ہر برائی سے کفایت کر گئیں۔

۴: شیطان کے شر سے کفایت کر گئیں۔

۵: جن و انس کے شر سے کفایت کر گئیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، کہ ممکن ہے، کہ یہ سارے معانی ہی [حدیث شریف سے] مقصود ہوں۔[1]

ب: تین رات تک پڑھے جانے والے گھر سے شیطان کا دور ہونا:

امام دارمی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ ، وَأَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِما سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ ، وَلَا تُقْرَآنِ فِيْ دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرُبُهَا الشَّيْطَانُ. "[2]

" بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب تحریر فرمائی اور اس میں سے دو [ایسی] آیتیں نازل فرمائیں، کہ ان کے ساتھ سورۃ البقرہ کو ختم فرمایا، اور ایسا [ممکن] نہیں، کہ یہ دونوں کسی گھر میں تین رات پڑھی جائیں اور [پھر] شیطان اس کے قریب آئے۔"

ج: سورت کے آخر کے ساتھ کی گئی دعا کی قبولیت:

ا: امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر [یہ] آیت نازل ہوئی:

---

[1] ملاحظہ ہو: فتح الباري ۹/ ۵٦.

[2] مسند الدارمي المعروف بسنن الدارمي ، كتاب فضائل القرآن،باب فضل أول سورة البقرة وآية الكرسي،رقم الحديث ۳٤۳۰، ۲/ ۲۱۳۲. شیخ حسین سلیم نے اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔(هامش الدارمي ۲/ ۲۱۳۲).

﴿ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾[1]

تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر یہ بہت بھاری ہوئی۔

انہوں نے بیان کیا: ''پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں ایسے اعمال کرنے کا پابند کیا گیا، کہ جن کی [بجا آوری کی] ہم استطاعت رکھتے ہیں: نماز، روزہ، جہاد اور صدقہ۔ [اب] یہ آیت نازل کی گئی ہے اور [اس کی انجام دہی] ہمارے بس میں نہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم ویسے ہی کہنا چاہتے ہو، جیسا کہ دو کتابوں [تورات وانجیل] والوں نے تم سے پہلے کہا: ''ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی؟'' بلکہ تم [تو] کہو: ''ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی، [اے] ہمارے رب! آپ کی مغفرت [کے ہم طلب گار ہیں] اور آپ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔''

انہوں نے کہا: ''ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی، ہمارے رب! آپ کی مغفرت [کے ہم طلب گار ہیں] اور آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

جب لوگوں نے یہ کہا اور ان کی زبانیں اس کے ساتھ رواں ہو گئیں، تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے [یہ] آیت نازل فرمائی:

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَ

---

[1] سورة البقرة/الآية ۲۸٤. [ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور تمہارے دل میں جو کچھ ہے، تم اس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تعالیٰ اس پر تمہارا محاسبہ کرے گا، پھر جسے چاہے گا معاف کردے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔'']

قَالُوْا سَمِعْنَا وَ أَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ إِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴾[1]

جب انہوں نے ایسا کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو [یعنی سابقہ آیت میں بیان کردہ بات کو] منسوخ فرما دیا اور نازل فرمایا:

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِنْ نَّسِيْنَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ﴾[2]

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: ''ہاں۔''[3]

﴿ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ﴾[4]

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: ''ہاں۔''

﴿ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ﴾[5]

---

[1] سورة البقرة/الآية ۲۸۶. [ترجمہ: رسول ﷺ۔ اس چیز پر ایمان لائے، جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا اور اہل ایمان بھی۔ تمام ایمان لائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ، اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ۔ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے ساتھ تفریق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا: ''ہم نے سنا اور اطاعت کی، اے ہمارے رب! ہم آپ کی مغفرت [چاہتے ہیں] اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے]

[2] سورة البقرة/الآية ۲۸٦. [ترجمہ: وہ کسی جان کو اس کی استطاعت سے زیادہ مکلف نہیں کرتے، اس کے لیے اس کی نیکی کا اجر ہے اور اس پر اس کے گناہ کا وبال ہے، اے ہمارے رب! بھول چوک اور غلطی پر ہمارا مواخذہ نہ فرمانا۔]

[3] ایک دوسری روایت میں ہے: ''قَدْ فَعَلْتُ'' [میں نے ایسے کیا (یعنی جو کچھ تم نے طلب کیا وہ تمہیں عطا فرمایا)]۔ (ملاحظہ ہو: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الله سبحانه وتعالى لم يكلف إلا ما يطاق، رقم الحديث ۲۰۰۔(۱۲۶)، ۱/۱۱٦).

[4] [ترجمہ: اے ہمارے رب! اور ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالنا، جیسا کہ آپ نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔]

[5] [ترجمہ: اے ہمارے رب! اور ہم پر اس قدر بوجھ نہ ڈالنا، جس کی ہم میں طاقت نہ ہو۔]

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: ''ہاں۔''

﴿ وَاعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْلَنَا وَ ارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴾[1]

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: ''ہاں۔''[2]

۲: امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ:

''جب جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، تو انہوں نے اوپر کی جانب سے آواز سنی، تو اپنے سر کو اُٹھایا، پھر کہا: ''آسمان کا یہ دروازہ آج کھولا گیا ہے، آج سے پہلے کبھی بھی کھولا نہیں گیا اور اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے۔''

انہوں نے [مزید] کہا: ''یہ فرشتہ زمین پر نازل ہوا ہے اور آج سے پہلے کبھی بھی نازل نہیں ہوا۔

اس [فرشتے] نے سلام کیا، اور کہا:

''أَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ أُوْتِيْتَهُمَا، لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ. لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيْتَهُ.''[3]

''دو نوروں سے خوش ہو جائیے جو آپ کو دیے گئے ہیں، آپ سے پہلے وہ کسی بھی نبی کو نہیں دیے گئے: فاتحۃ الکتاب اور سورۃ البقرہ کا آخری حصہ۔ آپ ان میں سے کوئی حرف بھی نہ پڑھیں گے، مگر وہ دے جائیں گے (یعنی

---

[1] [ترجمہ: ''ہم سے درگذر فرمایئے اور ہماری مغفرت فرمایئے اور ہم پر رحم فرمایئے، آپ ہمارے آقا ہیں، پس کافروں کی قوم پر ہمیں غلبہ نصیب فرمایئے۔'']

[2] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان أنه سبحانه وتعالیٰ لم یکلف إلّا ما یُطاق، رقم الحدیث ۱۹۹ـ(۱۲۵)، ۱/۱۱۵ـ۱۱۶.

[3] المرجع السابق، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب فضل الفاتحة وخواتیم سورة البقرة، ...... رقم الحدیث ۲۵۴ـ(۸۰۶)، ۱/۵۵۴.

ان دونوں میں ذکر کردہ دعاؤں میں سے ہر ایک دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔)''

۵: سورۃ البقرہ اور آل عمران:

دونوں کا اپنے ساتھیوں کے لیے روزِ قیامت جھگڑنا:

امام مسلم نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

'' اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ. اِقْرَؤُوا الزَّهْرَاوَيْنِ :اَلْبَقَرَةَ وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهَا غَمَامَتَانِ،أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ،أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافٍّ تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا .''[1]

'' قرآن پڑھو، کیونکہ وہ روزِ قیامت اپنے اصحاب کے لیے شفاعت کرنے کے لیے آئے گا۔

دو روشنی پھیلانے والی [یعنی] البقرہ اور سورہ آل عمران پڑھو، کیونکہ وہ دونوں سائے کی مانند یا صف باندھے پرندوں کی دو جماعتوں کی طرح اپنے اصحاب کے لیے جھگڑا کریں گی۔''

۶: مسبّحات[2] کی تلاوت:

ان میں ایک آیت کا ہزار آیات سے بہتر ہونا:

امام ترمذی نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً

---

[1] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل قراءة القرآن وسورة البقرة، جزء من رقم الحديث ۲۵۲ ـ (۸۰۴)، ۱/۵۵۳.

[2] (مسبّحات) : اس سے مرادوہ سورتیں جن کے آغاز میں [سُبْحَانَ | یا [سَبَّحَ | یا [یُسَبِّحُ | یا سَبِّحْ | ہے۔اوروہ سات سورتیں ہیں: سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرٰی، الحدید، الحشر، الصف، الجمعه، التغابن اور الأعلی. (ملاحظہ ہو: تحفة الأحوذي ۸/۱۹۲).

نبی ﷺ سونے سے پہلے [مسبّحات] پڑھتے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ."[1]

"یقیناً ان میں سے ایک آیت [ایسی ہے جو] ہزار آیت سے بہتر ہے۔"

۷: سورۃ الکهف:

ا: ابتدائی دس آیات کا حافظ دجال سے محفوظ:

امام مسلم نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ."[2]

"جس شخص نے سورۃ الکهف کی ابتدائی دس آیات حفظ کیں، وہ دجال سے بچایا گیا۔"

ب: اس کے پڑھنے پر نزولِ اطمینان:

امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ ایک شخص سورۃ الکهف کی تلاوت کر رہا تھا اور اس کے پہلو میں دو رسوں میں بندھا ہوا گھوڑا تھا، ایک بادل نے اس کو ڈھانپ لیا، پھر وہ قریب سے قریب ہونے لگا اور گھوڑا بدکنے لگا۔

انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس [واقعہ] کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] جامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن، باب ، رقم الحديث ۳۰۸۹، ۸/ ۱۹۲. امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۸/ ۱۹۲؛ وصحيح سنن الترمذي ۳/ ۱۱).

[2] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي، رقم الحديث ۲۵۷۔(۸۰۸)، ۱/ ۵۵۵.

"تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآن."[1]

"یہ اطمینان ہے [جو کہ] قرآن کے ساتھ نازل ہوا۔"

ج: روزِ جمعہ پڑھنے سے دو جمعوں کے درمیان نور کا چمکنا:

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ."[2]

"جس شخص نے جمعہ کے دن سورۃ الکھف پڑھی اس کے لیے دو جمعوں کے درمیان نور چمکتا رہتا ہے۔"

۸: سورۃ الملک:

ا: پڑھنے والے کے لیے شفاعت کرنا:

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ سُوْرَةً مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُوْنَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ، وَهِيَ سُوْرَةُ ﴿ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ﴾"[3]

"بلاشبہ قرآن کی ایک تیس آیتوں والی سورت نے ایک آدمی کی شفاعت

---

[1] صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب فضل الكهف، رقم الحديث ٥٠١١، ٥٧/٩.

[2] السنن الكبرى، كتاب الجمعة، باب ما يؤمر به في ليلة الجمعة ويومها من كثرة الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم و قراءة سورة الكهف وغيرها، رقم الحديث ٥٩٩٦، ٣٥٢/٣. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ٤٥٥/١).

[3] جامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في سورة الملك، رقم الحديث ٣٠٥٣، ١٦١/٨-١٦٢. امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١٦٢/٨؛ وصحيح سنن الترمذي ٦/٣).

کی، یہاں تک کہ اس کو معاف کر دیا گیا اور وہ سورۃ ﴿ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ﴾ ہے۔]

ب: عذابِ قبر سے بچانے والی:

امام نسائی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

''ہر رات ﴿ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ﴾ پڑھنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے عذابِ قبر سے محفوظ کر دیتے ہیں۔ اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کو [مانعۃ][1] کا نام دیتے تھے۔ وہ کتاب اللہ میں ایک سورت ہے، جس نے اس کو ہر رات پڑھا، اس نے بہت زیادہ اور عمدہ کام کیا۔''[2]

ج: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو پڑھے بغیر نہ سونا:

امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم ﴿ الم تَنْزِيل ﴾ اور ﴿ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ﴾ پڑھے بغیر نہ سوتے۔[3]

۹: سورۃ الکافرون:

ا: ایک چوتھائی قرآن کے برابر:

امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] یعنی روکنے والی۔

[2] السنن الکبری، کتاب عمل الیوم و اللیلة، الفضل في قراءة ﴿ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ﴾، رقم الحديث ۱۰۴۷۹، ۹ / ۲۶۲۔۲۶۳۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترهیب ۲ : ۱۹۳)۔

[3] جامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في سورة الملك، رقم الحديث ۳۰۵۴، ۳ / ۱۸۲۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذی ۳ / ۶)۔

" وَ ﴿ قُلْ يَآأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ﴾ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرآن."[1]

''اور ﴿ قُلْ يَآأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ﴾ایک چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔''

ب: شرک سے برأت [کی شہادت]:

امام ترمذی نے حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''مجھے ایسی چیز سکھلایئے، کہ میں بستر پر جانے پر اس کو پڑھوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اِقْرَأْ ﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ﴾ فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ."[2]

''﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ﴾ پڑھو، کیونکہ وہ شرک سے برأت ہے۔''

۱۰: سورہ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾:

ا: ایک تہائی قرآن کے برابر ہونا:

امام مسلم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآن."

''کیا تم میں سے ایک شخص اس بات کی استطاعت نہیں رکھتا، کہ وہ رات میں ایک تہائی قرآن پڑھ لے؟''

---

[1] جامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في (إذا زلزلت)، جزء من رقم الحديث ۳۰۵۷، ۸/۱۶۳-۱۶۴۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذي ۶/۳)۔

[2] المرجع السابق، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب منه، رقم الحديث ۳۶۲۷، ۹/۲۴۶۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (انظر: صحیح سنن الترمذي ۳/۱۴۵)۔

انہوں نے عرض کیا:

"وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟"

"وہ ایک تہائی قرآن کیسے پڑھے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾ يَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ". [1]

"﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔"

ب: اس کی قراءت کو پسند کرنے والے سے اللہ تعالیٰ کی محبت:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو ایک فوجی دستے کا امیر بنا کر بھیجا، وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے، اور ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾ کے ساتھ [تلاوت] ختم کرتے۔

جب لوگ واپس آئے، تو انہوں نے اس بات کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "سَلُوْهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ؟"

"ان سے پوچھو کہ وہ ایسے کیوں کرتے ہیں؟"

لوگوں نے ان سے دریافت کیا، تو وہ کہنے لگے: "کیونکہ وہ رحمٰن کی صفت ہے اور میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "أَخْبِرُوْهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ." [2]

---

[1] صحیح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل قراءة ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾ رقم الحديث ٢٥٩۔(٨١١)، ٥٥٦/١. امام بخاری نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب فضل ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾، رقم الحديث ٥٠١٥، ٥٩/٩).

[2] متفق علیہ: صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب ما جاء في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم أمته إلى توحيد الله تبارك و تعالى، رقم الحديث ٧٣٧٥، ٣٤٧/١٣-٣٤٨؛ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل قراءة ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾، رقم الحديث ٢٦٣۔(٨١٣)، ٥٥٧/١؛ الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

''انہیں بتلا دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہیں۔''

ج: اس کی محبت کا جنت میں داخل کروانا:

امام دارمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے کہا:

"وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأُحِبُّ هٰذِهِ السُّورَةَ: ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾."

''واللہ! یقیناً میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " حُبُّكَ إِيَّاهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ."[1]

''تمہاری اس سے محبت نے تجھے جنت میں داخل کروادیا۔''

۱۱: معوذتین[2] کا پڑھنا:

سوال اور پناہ طلب کرنے کے لیے بے مثال:

امام نسائی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عقبہ! کہو۔''

میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کیا کہوں؟''

آپ ﷺ خاموش رہے، پھر فرمایا: ''اے عقبہ! کہو۔''

میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کیا کہوں؟''

آپ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا، تو میں نے [اپنے دل میں] کہا: ''اے اللہ! آپ ﷺ کو میری طرف متوجہ فرما۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عقبہ! کہو۔''

---

[1] مسند الدارمي المعروف بسنن الدارمي، كتاب فضائل القرآن، باب في فضل ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴾، رقم الحديث ٣٤٧٨، ٢١٦٢/٤۔ شیخ حسین سلیم نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔
(ملاحظہ ہو: هامش الدارمي ٢١٦٢/٤).

[2] (معوذتین) سے مراد ﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴾ اور ﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ ہیں۔

میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کیا کہوں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴾.[1]

میں نے اس [سورت] کو آخر تک پڑھا، تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کہو۔''

میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کیا کہوں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾.[2]

میں نے اس [سورت] کو آخر تک پڑھا، تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا:

''مَا سَأَلَ سَائِلٌ وَلَا اسْتَعَاذَ مُسْتَعِيْذٌ بِمِثْلِهِمَا.''[3]

''کسی سوال کرنے والے نے ان ایسی دو چیزوں کے ساتھ سوال نہیں کیا اور کسی پناہ طلب کرنے والے نے ایسی دو چیزوں کے ساتھ پناہ طلب نہیں کی۔''

۱۲: معوذات[4] کا پڑھنا:

صبح و شام تین مرتبہ پڑھنے کا ہر چیز سے کفایت کرنا:

حضرات ائمہ ابوداود، ترمذی اور نسائی نے حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''ہم ایک بارش اور شدید تاریکی والی رات میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلے، تاکہ وہ ہمیں نماز پڑھائیں۔''

انہوں نے بیان کیا: ''پس میں نے آپ ﷺ کو ڈھونڈ لیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو۔''

میں نے کچھ نہ کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو۔''

میں نے کچھ نہ کہا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کہو۔''

---

[1] یعنی سورۃ الفلق پڑھو۔ [2] یعنی سورۃ الناس پڑھو۔

[3] سنن النسائي، كتاب الاستعاذة، ۸/۲۵۳-۲۵۴۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ (صحیح سنن النسائي ۳/۱۱۰۷).

[4] معوذات سے مراد تین سورتیں: الاخلاص، الفلق اور الناس ہیں۔

میں نے عرض کیا: ''میں کیا کہوں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

'' قُلْ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِي، وَتُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ.''[1]

''جب تم شام کرو اور صبح کرو، تو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور معوذتین تین مرتبہ پڑھو۔ [ایسا کرنا] تمھیں ہر چیز سے کفایت کر دے گا۔''

---

[1] سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، رقم الحديث ۵۰۷۲، ۱۳/۲۹۰؛ وجامع الترمذي، أحاديث شتی من أبواب الدعوات، باب، رقم الحديث ۳۸۱۰، ۱۰/۲۱؛ وسنن النسائي، کتاب الاستعاذة، ۸/۲۵۰۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۳/۹۵۸؛ وصحيح سنن الترمذي ۳/۱۸۲؛ وصحيح سنن النسائي ۳/۱۱۰۴)۔

(۳)

فضائل اذان

احادیث شریف میں اذان کے متعدد فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔اذان کی عظیم قدر ومنزلت

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان اور پہلی صف میں کیا [یعنی کتنا عظیم ثواب] ہے، پھر ان کے لیے قرعہ ڈالنے کے سوا چارہ کار باقی نہ رہتا، تو وہ ضرور اس پر قرعہ اندازہ کرتے۔''[1]

۲۔اذان سن کر شیطان کا بھاگنا:

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا: ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''بلاشبہ جب شیطان اذان سنتا ہے، تو چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ [الروحاء] پہنچ جاتا ہے۔''

سلیمان[2] بیان کرتے ہیں: ''میں نے [الروحاء] کے بارے میں ان سے دریافت کیا، تو انہوں نے بتلایا: ''وہ مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔''[3]

---

[1] متفق علیہ: صحیح البخاري، كتاب الأذان، باب الاستهام في الأذان، جزء من رقم الحديث ٦١٥، ٩٦/٢؛ وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف، جزء من رقم الحديث ١٢٩ ـ (٤٣٧)، ٣٢٥/١.

[2] (سلیمان) یہ سلیمان الأعمش راویان حدیث میں سے ایک ہیں۔انہوں نے اپنے استاد ابو سفیان طلحہ بن نافع سے یہ سوال کیا۔(ملاحظہ ہو: شرح النووي ٩١/٤).

[3] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان و هرب الشيطان عند سماعه، رقم الحديث ١٥ ـ (٣٨٨)، ٢٩٠/١.

۳۔ مؤذن کی تا حد آواز معافی:

۴۔ ہر سننے والے کا روزِ قیامت اس کا گواہ ہونا:

ا: حضرات ائمہ ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مؤذن کے لیے تا حد آواز مغفرت ہے اور اس کے لیے ہر تر اور خشک چیز گواہی دے گی۔''[1]

ب: امام بخاری نے ابوصعصہ انصاری مازنی سے روایت نقل کی ہے، کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

''میں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور صحرا کو پسند کرتے ہو۔ پس تم جب اپنی بکریوں یا اپنے صحرا میں ہو اور تم نماز کے لیے اذان دو، تو بلند آواز سے اذان دیا کرو، کیونکہ جن و انس، بلکہ تمام چیزیں جو مؤذن کی آواز سنتی ہیں، قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دیں گی۔''

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے یہ [بات] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔''[2]

۵۔ مؤذن کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کا اس کو ثواب:

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب رفع الصوت بالأذان، جزء من رقم الحديث ٥١١، ١٤٨/٢؛ وسنن النسائي، كتاب الأذان، رفع الصوت بالأذان، ١٣/٢؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأذان، فضل الأذان وثواب المؤذنين، جزء من رقم الحديث ٧٠٩، ١٣١/١. الفاظ حدیث سنن أبي داود کے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے اس کو [حسن] اور شیخ البانی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: نتائج الأفكار ٢٢٩/١؛ وصحيح سنن أبي داود ١٠٤/١).

[2] صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب رفع الصوت بالنداء، رقم الحديث ٦٠٩، ٨٧/٢-٨٨.

یقیناً نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اوران کے فرشتے اگلی صف پر دُرود بھیجتے ہیں اور مؤذن کے لیے تا حدِ آواز مغفرت ہے۔

اور تر اور خشک جو چیز اس [کی آواز] کو سنتی ہے، وہ اس کی تصدیق کرتی ہے،

اور اس کے لیے اس کے ساتھ نماز پڑھنے والے کے برابر اجر ہے۔''[1]

٦۔ مؤذن کی روزِ قیامت سب سے اونچی گردن:

امام طبرانی اور امام بزار نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! لوگ تجارت کرتے ہیں اور انہوں نے اس کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہے، اور ہم ایسے نہیں کر سکتے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس پر راضی نہیں، کہ اذان دینے والے روزِ قیامت سب سے اونچی گردن والے ہوں گے؟''[2]

حافظ ابن حجر نے [گردن کے سب سے اونچے] ہونے کے متعلق محدثین کرام کے درج ذیل آٹھ اقوال ذکر فرمائے ہیں:

ا: روزِ قیامت لوگ پیاسے ہوں گے اور اس وجہ سے ان کی گردنیں مڑ جائیں گی۔ اذان دینے والے اس دن پیاسے نہ ہوں گے اور ان کی گردنیں باقی لوگوں کے

---

[1] المسند، رقم الحدیث ۱۸۵۰۶، ۳۰/۴۶۶ (ط: مؤسسة الرسالة)؛ وسنن النسائي، کتاب الأذان، رفع الصوت بالأذان، ۲/۱۳. حافظ منذری نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے: ''اس کو احمد اور نسائی نے [حسن اور جید] کے ساتھ روایت کیا ہے۔'' (الترغیب والترهیب ۱/۱۷۶)؛ حافظ ابن حجر نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: نتائج الافکار ۱/۲۲۹)؛ شیخ البانی نے اس کو [صحیح لغیرہ] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترهیب ۱/۲۱٤).

[2] منقول از: نتائج الأفكار ۱/۲۲٦. حافظ ابن حجر نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱/۲۲٦). حافظ ہیثمی نے اس کے متعلق لکھا ہے: ''اس کو طبرانی نے [المعجم الکبیر] میں روایت کیا ہے اور بزار نے بھی قریباً ایسے ہی روایت کیا ہے اور اس کے راویان ثقہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، کتاب الصلاة، باب فضل الأذان، ۱/۳۲٦).

مقابلے میں اونچی ہوں گی۔

ب: اپنے ثواب کے شوق میں ان کی گردنیں بلند ہوں گی۔

ج: جس طرح وہ بلند آواز سے اذان دینے کی خاطر دنیا میں اپنی گردنوں کو اونچا کرتے ہیں، اسی طرح روزِ قیامت ان کی گردنیں بلند ہو جائیں گی اور وہ دیگر لوگوں سے نمایاں ہوں گے۔

د: جب لوگوں کو پسینے کی لگامیں پہنائی جائیں گی، تو وہ ان سے محفوظ رہیں گے۔

ہ: (الأعناق) کا لفظ [عَنَق] کی جمع ہے، اور اس کا معنی پیروکار اور ساتھی ہے، اور حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ ان کے پیروکار [عام] لوگوں سے زیادہ ہوں گے، کیونکہ ان کی اذان کو سُن کر آنے والے سب لوگ ان کے ساتھ ہوں گے۔

و: [عَنَق] کا معنی عمل ہے اور حدیث شریف کا معنی یہ ہوگا کہ ان کے اعمال [عام] لوگوں سے زیادہ ہوں گے۔

ز: روزِ قیامت وہ لوگوں کے سردار ہوں گے، کیونکہ طویل العنق [لمبی گردن والے] سے مراد سردار ہوتا ہے۔

ح: بعض حضرات نے [الأعناق] کو [الإعناق] پڑھا ہے، اور اس ہی سے [عَنَق] ہے اور یہ تیز چلنے کی ایک صورت کا نام ہے اور حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ وہ [عام] لوگوں سے زیادہ رفتار کے ساتھ جنت کی طرف جائیں گے۔[1]

۷۔ مؤذن کے لیے دعائے مصطفوی ﷺ:

امام ابوداود اور امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] ملاحظہ ہو: نتائج الأفکار ۲۲۷/۱.

''امام ضامن ہے اور مؤذن کو امانت سپرد کی گئی ہے۔
اے اللہ! اماموں کو ہدایت عطا فرمائیے اور اذان دینے والوں کو معاف فرما دیجیے۔''[1]

۸۔ ہر چیز کا مؤذن کے لیے استغفار:

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مؤذن کی تاحد اذان مغفرت فرماتے ہیں اور ہر تر اور خشک چیز اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہے۔''[2]

۹۔ ہر روز کی اذان پر ساٹھ نیکیاں:

۱۰۔ بارہ سال اذان پر جنت کا واجب ہونا:

امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے بارہ سال اذان دی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور اس کے لیے ہر دن کی اذان پر ساٹھ نیکیاں اور اقامت پر تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔''[3]

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما يجب على المؤذن من تعاهد الوقت، رقم الحديث ۵۱۳، ۱۵۲/۲؛ وجامع الترمذي، أبواب الصلاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء أن الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن، رقم الحديث ۲۰۷، ۵۲۳/۱. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ۱۰۵/۱؛ وصحيح سنن الترمذي ۶۷/۱؛ وصحيح الترغيب والترهيب ۲۱۵/۱).

[2] المسند، رقم الحديث ۶۲۰۲، ۷۲/۹. (ط: القاهرة). حافظ منذری اور شیخ احمد شاکر نے اس کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغيب والترهيب ۱۷۵/۱؛ وهامش المسند ۷۲/۹).

[3] سنن ابن ماجه، أبواب الأذان، باب فضل الأذان وثواب المؤذنين، رقم الحديث ۷۱۳، ۱۳۱/۱۔۱۳۲. حافظ ابن حجر نے اس کو [حسن] اور شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: نتائج الأفكار ۲۳۱/۱؛ وصحيح سنن ابن ماجه ۱۲۲/۱).

(۴)

اذان کے متعلقہ اذکار کے فضائل

۱: اذان کا جواب دینے والے کے لیے جنت:

امام مسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب مؤذن [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ][1] کہے اور تم میں سے ایک [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ] کہے۔

پھر وہ [أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ][2] کہے۔ اور وہ (سننے والا) [أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کہے۔

پھر وہ [أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ][3] کہے اور وہ [أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ] کہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

پھر وہ [حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ][4] کہے اور وہ [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ][5] کہے۔

پھر وہ [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ][6] کہے اور وہ [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] کہے۔

پھر وہ [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ] کہے اور وہ [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ] کہے۔

پھر وہ [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ][7] کہے اور وہ [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] اپنے دل سے[8] کہے، تو وہ

---

[1] (ترجمہ: اللہ تعالیٰ بہت بڑے ہیں، اللہ تعالیٰ بہت بڑے ہیں۔)

[2] (ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔)

[3] (ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔) [4] (ترجمہ: چلے آؤ نماز کی طرف۔)

[5] (ترجمہ: نہ گناہ سے بچنے کی ہمت ہے اور نہ نیکی کرنے کی طاقت، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔)

[6] (ترجمہ: دوڑو کامیابی کی طرف۔) [7] (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔) [8] (ترجمہ: یعنی اخلاص سے۔)

[یعنی اس طرح جواب اذان دینے والا] جنت میں داخل ہوگیا۔[1]

تنبیہات:

ا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ سننے والے کو مؤذن کے ہر جملہ کے مکمل کرنے پر جواب دینا چاہیے۔ اس کے لیے اذان کے ختم ہونے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔[2]

ب (حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ) اور (حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ) کے جواب میں سننے والا (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) کہے۔[3]

ج اذان میں ہر جملہ دو دو بار کہا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اختصار کے پیش نظر ہر جملہ ایک ایک مرتبہ فرمایا۔[4]

د آنحضرت ﷺ نے [دَخَلَ الْجَنَّةَ] یعنی جنت میں داخل ہوگیا۔] جملہ میں تاکید کی خاطر فعل مستقبل کی بجائے فعل ماضی کا صیغہ استعمال فرمایا۔[5]

۲: بعد از اذان شفاعت کو واجب کرنے والی دعا:

امام بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے اذان سننے پر کہا [یعنی یہ دعا پڑھی]:

" اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَنِ ﷺ الْوَسِيْلَةَ ، وَالْفَضِيْلَةَ ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ...، رقم الحدیث ۱۲۔(۳۸۵)، ۱/۲۸۹۔

[2] ملاحظہ ہو: عون المعبود ۲/۱۶۱۔

[3] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/۱۶۱۔

[4] ملاحظہ ہو: شرح النووي ۴/۸۷۔

[5] ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح ۲/۳۵۱۔۳۵۲۔

الَّذِي وَعَدْتَهُ."[1]

اس کے لیے روزِ قیامت میری شفاعت واجب ہوگئی۔[2]

ایک دوسری روایت میں ہے: "جب تم مؤذن [کی اذان] کو سنو، تو تم ویسے ہی کہو جیسے وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر دُرود بھیجو، کیونکہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ دُرود بھیجتے ہیں، پھر میرے لیے [الوسیلہ] طلب کرو، کیونکہ وہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے، جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک ہی بندے کے شایانِ شان ہے اور میں [اللہ تعالیٰ سے] اُمید رکھتا ہوں، کہ میں ہی وہ بندہ ہوں۔ پس جس شخص نے میرے لیے [الوسیلہ] کا سوال کیا، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔"[3]

۳: بعد از اذان گناہ معاف کروانے والی دعا:

امام مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص مؤذن [کی اذان] کو سننے کے بعد کہے:

" أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم رَسُوْلًا، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا."[4]

---

[1] [ترجمہ: اے اللہ! اس دعوتِ تامہ اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ وسیلہ اور فضیلت عطا فرمائیے اور انہیں اس مقامِ محمود پر فائز فرمانا، جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرما رکھا ہے۔]

[2] صحیح البخاري، کتاب الأذان، باب الدعاء عند النداء، رقم الحدیث ٦١٤، ٢/ ٩٤.

[3] ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، ثم یصلي علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم، ثم یسأل اللہ له الوسیلة، رقم الحدیث ١١۔ (٣٨٤)، ١/ ٢٨٨۔٢٨٩، عن ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما.

[4] [ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود، مگر اللہ تعالیٰ، وہ یکتا ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں، اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔]

اس کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔[1]

(۵)

وضو کے بعد پڑھی جانے والی دعا کی فضیلت

پڑھنے والے کے لیے جنت کے آٹھوں دروازوں کا کھولا جانا:

امام ترمذی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر کہے:

''أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ''[2]

تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے، کہ وہ جس سے چاہے، داخل ہو جائے۔[3]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن......، رقم الحديث ۱۳۔ (۳۸٦)، ۱/ ۲۹۰.

[2] [ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور بہت زیادہ پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں شامل فرمادیجیے۔]

[3] جامع الترمذي، أبواب الطهارة، باب فيما يقال بعد الوضوء، رقم الحديث ۵۵، ۱/ ۱٤۹۔ ۱۵۰. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ۱/ ۱۸). اصل حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، ۱/ ۲۰۹۔ ۲۱۰).

(۶)

مسجد میں داخل ہونے کی دعا کی فضیلت

پڑھنے والے کا سارا دن شیطان سے محفوظ رہنا:

امام ابو داود نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے، تو فرماتے:

" أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ." [1]

انہوں نے کہا: "کیا بس یہی؟"

میں نے عرض کیا: "جی ہاں۔" [2]

انہوں نے کہا: "پس جب وہ [بندہ] یہ دعا پڑھتا ہے، تو شیطان کہتا ہے: "مجھ سے سارے دن کے لیے محفوظ کیا گیا۔ [3]" [4]

---

[1] [ترجمہ: میں انتہائی عظمت والے اللہ کے ساتھ، ان کے عزت والے چہرے کے ساتھ اور ان کے قدیمی غلبہ وسلطان کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ طلب کرتا ہوں۔]

[2] عقبہ نے اپنے شاگرد حیوہ سے دریافت کیا، کہ آیا تمہیں میرے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے، کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے اسی قدر حدیث روایت کی ہے؟ حیوہ نے جواب میں عرض کیا: "جی ہاں۔" (ملاحظہ ہو: هامش صحيح الترغيب والترهيب ۲/۲۶۶)۔

[3] انہوں نے اپنے شاگرد کو بتلایا، کہ یہ جملہ بھی اسی حدیث کا باقی ماندہ حصہ ہے۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ۲/۹۴)۔

[4] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما يقول الرجل عند دخوله المسجد، رقم الحديث ۴۶۵، ۲/۹۳۔ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۱/۹۳)۔

(۷)

نماز کے بعض اذکار کے فضائل

ا۔ اذکارِ استفتاح[1]:

ا: فرشتوں کے لیے باعثِ مسابقت دعا:

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً ایک شخص آیا اور صف میں داخل ہوا۔ تب اس کا سانس پھولا ہوا تھا، اس نے کہا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ."[2]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟"

لوگ خاموش رہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے [دوبارہ] فرمایا: "تم میں سے کس نے ان کو کہا ہے؟ اس نے کوئی حرج والی بات نہیں کی۔"

ایک شخص نے عرض کیا: "میں آیا، تو میرا سانس پھولا ہوا تھا اور میں نے انہیں کہا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً میں نے بارہ فرشتوں کو ان [کلمات] کو اوپر لے جانے میں مسابقت کرتے ہوئے[3] دیکھا۔"[4]

ب: آسمان کے دروازوں کو کھلوانے والے کلمات:

امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان

[1] سورۃ الفاتحہ سے پہلے پڑھی جانے والی دعائیں۔

[2] ترجمہ: سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے بہت پاکیزہ بابرکت تعریف۔

[3] ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے۔

[4] صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب ما یقال بین تکبیرۃ الإحرام والقراءۃ، رقم الحدیث ۱۴۹۔(۶۰۰)، ۱/۴۱۹۔۴۲۰۔

کیا، کہ: ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، کہ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا:

'' اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ أَصِيْلًا.''[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ، یہ لفظ، کس نے کہے ہیں؟''

لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: ''میں نے یارسول اللہ ﷺ!''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تو ان [الفاظ] پر تعجب ہوا، کہ ان کے لیے آسمان کے دروازوں کو کھول دیا گیا۔''

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سننے کے وقت سے میں نے انہیں [پڑھنا] چھوڑا نہیں۔''[2]

۲۔ سورۃ الفاتحہ:

پڑھنے والے کا مراد کو پانا:

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص نماز پڑھے اور اس میں اُمّ القرآن[3] نہ پڑھے، تو اس کی نماز ناقص ہے...... آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی بات دہرائی...... نامکمل ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: ''ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں۔''

---

[1] [ترجمہ: اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے بہت بڑا، بہت زیادہ تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے، صبح اور پچھلے پہر۔]

[2] صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب ما یقال بین تکبیرة الإحرام والقراءة، رقم الحدیث ۱۵۰۰۔(۶۰۱)، ۱/۴۲۰۔

[3] (أم القرآن): سورۃ الفاتحة.

انہوں نے جواب دیا: ''اس [سورۃ الفاتحہ] کو اپنے دل میں پڑھو، کیونکہ بلا شبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں نے نماز [1] کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، اور میرے بندے نے جو طلب کیا ہے، وہ اس کے لیے ہے۔

پس جب بندہ کہتا ہے: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾ [2]

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میرے بندے نے میری تعریف کی ہے۔''

اور جب وہ کہتا ہے: ﴿ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾ [3]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میرے بندے نے میری ثنا بیان کی ہے۔''

اور جب وہ کہتا ہے: ﴿ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ [4]

وہ فرماتے ہیں: ''میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ (اور ایک مرتبہ کہا: میرے بندے نے معاملہ مجھے سونپ دیا ہے۔)

اور جب وہ کہتا ہے: ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ [5]

وہ فرماتے ہیں: یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے نے جس چیز کا سوال کیا ہے، وہ اس کے لیے ہے۔''

اور جب وہ کہتا ہے: ﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ [6]

---

[1] (نماز): اس مقام پر نماز سے مراد سورۃ الفاتحہ ہے، اور سورۃ الفاتحہ کو نماز اس لیے کہا گیا ہے، کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (ملاحظہ ہو: ہامش صحیح مسلم ۱/ ۲۹۶).

[2] [ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔]

[3] [ترجمہ: نہایت مہربان انتہائی رحم کرنے والا ہے۔]

[4] [ترجمہ: روز جزا کا مالک ہے۔]

[5] [ترجمہ: ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔]

[6] [ترجمہ: ہماری صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی فرمائیے، ان لوگوں کی راہ، جن پر آپ نے انعام فرمایا، ان کی راہ نہیں جن پر آپ کا غضب نازل ہوا اور نہ ان کی، جو گمراہ ہو گئے۔]

وہ فرماتے ہیں: ''یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے نے جس چیز کا سوال کیا ہے، وہ اس کے لیے ہے۔''[1]

۳۔ آمین کہنا:

امام کے ساتھ کہنے سے گزشتہ گناہ معاف:

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب قاری [آمین] کہے، تو تم بھی [آمین] کہو، کیونکہ فرشتے [آمین] کہتے ہیں، پس جس شخص کا [آمین] کہنا فرشتوں کی [آمین] کہنے کے ساتھ ہوا، اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے گئے۔''[2]

ایک دوسری روایت میں ہے:

''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے، تو تم [آمین] کہو، کیونکہ جس کا [آمین] کہنا فرشتوں کے کہنے سے موافقت کر گیا، اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے۔''[3]

۴۔ رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد کی دعائیں:

ا: [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] کہنے والے کی مغفرت:

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ في کل رکعۃ...، رقم الحدیث ۳۸۔(۳۹۵)، ۱/۲۹۶.

[2] صحیح البخاري، کتاب الدعوات، باب التأمین، رقم الحدیث ۶۴۰۲، ۱۱/۲۰۰.

[3] المرجع السابق، کتاب الأذان، باب جهر الإمام بالتأمین، رقم الحدیث ۷۸۲، ۲/۲۶۶.

''جب امام [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] [1] کہے، تو تم
[اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] [2] کہو،
کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہوگا، اس کے سابقہ گناہ معاف کیے
جائیں گے۔'' [3]

ب: [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ.....] تحریر کرنے میں فرشتوں کی مسابقت:

امام بخاری نے حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ ہم ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا، تو فرمایا: ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ''

ایک شخص نے پیچھے سے کہا:

[رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ.] [4]

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، تو دریافت فرمایا: ''کس شخص نے [یہ کلمات] کہے؟''

اس شخص نے جواب دیا: ''میں نے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا، کہ وہ ان [کلمات] کے لکھنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے۔'' [5]

---

[1] [ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس کی بات کو سن لیا جس نے ان کی تعریف کی۔]

[2] [ترجمہ: اے اللہ! اے ہمارے رب! آپ ہی کے لیے تمام تعریف ہے۔]

[3] صحیح البخاري، كتاب الأذان، باب فضل [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ]، رقم الحديث ۷۹٦، ۲/ ۲۸۳۔

[4] [ترجمہ: اے ہمارے رب! آپ ہی کے لیے تمام تعریف ہے، بہت پاکیزہ، بابرکت تعریف۔]

[5] صحیح البخاري، كتاب الأذان، باب، رقم الحديث ۷۹۹، ۲/ ۲۸٤۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: ''کہ وہ ان [کلمات] کے اوپر لے جانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔''[1]

۵۔ نماز کے بعد کے اذکار:

۱: مغرب و فجر کے بعد جہنم کی آگ سے نجات دلوانے والی کی دعا:

امام ابوداود نے حضرت مسلم بن حارث تمیمی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی کرتے ہوئے ان سے فرمایا:

''جب تم نمازِ مغرب سے فارغ ہو، تو کہو:

[اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ.][2]

کیونکہ تم جب یہ کہو گے اور پھر اسی رات فوت ہو جاؤ گے، تو تمہارے لیے اس [دوزخ کی آگ] سے برأت لکھی جائے گی۔

اور جب تم صبح [کی نماز] پڑھو، تو اسی طرح کہو۔ اگر تم اس دن کے دوران فوت ہو گئے، تو تمہارے لیے اس [دوزخ کی آگ] سے نجات تحریر کی جائے گی۔''[3]

---

[1] ملاحظہ ہو: فتح الباري ۲/۲۸٦.

[2] [ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے [جہنم کی] آگ سے بچائیے۔'']

[3] سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، رقم الحديث ۹-۵۰٦۹، ۱۳/ ۲۸۷-۲۸۸. حافظ ابن حجر اور شیخ عبدالقادر ارناؤوط نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: نتائج الأفكار ۲/ ۲۲۵؛ وهامش الأذكار ص ۱۱۵).

ب: فجر اور مغرب کے بعد دس مرتبہ تہلیل کے فضائل:

امام ابن حبان نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص صبح کے وقت دس مرتبہ کہے:

[لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.][1]

تو اس کے لیے ان [کلمات] کی وجہ سے دس نیکیاں تحریر کی جاتی ہیں،

دس گناہ مٹائے جاتے ہیں

دس درجات بلند کیے جاتے ہیں

اور یہ [کلمات] اس کے لیے چار گردنوں کے آزاد کرنے [کے ثواب] کے برابر ہوتے ہیں۔[2]

اور یہ [کلمات] شام تک شیطان سے اس کی حفاظت کرتے ہیں [یعنی اس کی حفاظت کا سبب بنتے ہیں۔]

اور جو شخص انہیں نمازِ مغرب کے بعد کہے، تو اُسی طرح اس کو صبح تک [اجر و ثواب ملتا ہے۔][3]

---

[1] [ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی صرف انہی کی ہے، تمام تعریف ان ہی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔]

[2] ایک دوسری روایت میں ہے: ''اور یہ [کلمات] اس کے دس گردنوں کے آزاد کرنے کے [ثواب کے] برابر ہوتے ہیں۔'' (ملاحظہ ہو: الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الصلاة، فصل في القنوت، ذكر الشيء الذي يعدل... ۵/ ۳۷۰).

اور شاید ثواب میں یہ اضافہ ان کلمات کے کہنے والے کے اخلاص میں اضافے کی وجہ سے ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب۔

[3] الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الصلاة، فصل في القنوت، ذكر الشيء الذي يعدل لمن قاله بعد صلاة الغداة والمغرب عتاقة أربع رقاب مع احترامه من الشيطان به، رقم الحديث ۲۰۲۳، ۵/ ۳۶۹. حافظ منذری نے اس کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ اس کو احمد، نسائی اور ابن حبان نے اپنی [الصحیح] میں روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغيب والترهيب ۱/ ۳۰۵)؛ اور شیخ البانی نے اس کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ (صحيح الترغيب والترهيب ۱/ ۳۲۲).

ج: تسبیح، تحمید، تکبیر اور تہلیل[1] کے فضائل:

ا: ہر نماز کے بعد پڑھنے سے تمام گناہ معاف:

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ [سُبْحَانَ اللّٰهِ] کہا
اور تینتیس (۳۳) مرتبہ [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] کہا
اور تینتیس (۳۳) مرتبہ [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہا
اور یہ ننانویں ہوئے
اور سو [کی گنتی] مکمل کرنے کے لیے:

'' لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.''

کہا، تو اس کی خطاؤں کو، خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہو، معاف کر دیا جاتا ہے۔''[2]

۲: ہر نماز کے بعد پڑھنے سے مقام و مرتبہ کی بلندی:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ نادار مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''مال دار بلند درجات اور دائمی نعمت[3] حاصل کر چکے ہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''وہ کیسے؟''

---

[1] (تسبیح): سبحان الله، (تحمید): اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، (تکبیر): اَللّٰهُ أَكْبَرُ، (تهليل) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

[2] صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب الذکر بعد الصلاة و بیان صفته، رقم الحدیث ۱۴۶۔(۵۹۷)، ۴۱۸/۱.

[3] یعنی جنت اور اس کی بہاریں۔

انہوں نے عرض کیا: ''وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے رکھتے ہیں، [لیکن] وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم نہیں کرتے، وہ [غلاموں کو] آزاد کرتے ہیں اور ہم نہیں کرتے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ سکھلاؤں:
کہ تم اس کے ساتھ ان لوگوں کو پالو گے، جو تم پر سبقت لے چکے ہیں
اور جو تم سے پیچھے ہیں ان سے [مزید] سبقت لے جاؤ گے
اور کوئی تم سے کوئی شخص بھی افضل نہ ہوگا، مگر جو تمہارے ایسا عمل کرے گا؟

انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ضرور [بتلائیے!]۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ تسبیح، تکبیر اور تحمید کہو۔''[1]

۳: ہر نماز کے بعد پڑھنے سے ناکامی سے نجات:

امام مسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہر فرض نماز کے بعد کے اذکار، کہ ان کے کہنے والا نامراد نہیں ہوتا:
تینتیس مرتبہ تسبیح،
تینتیس مرتبہ تحمید،
تینتیس مرتبہ تکبیر۔''[2]

---

[1] متفق علیہ: صحیح البخاري، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاة، جزء من رقم الحدیث ۸۴۳/۲، ۳۲۵؛ وصحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، جزء من رقم الحدیث: ۱۴۲۔ (۵۹۵)، ۴۱۶/۱۔۴۱۷. الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

[2] صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب الذکر بعد الصلاة و بیان صفته، رقم الحدیث ۱۴۴۔ (۵۹۶)، ۴۱۸/۱.

امام نووی نے مذکورہ بالا تینوں اور کچھ دیگر روایات پر تعلیق کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

ان سب روایات کے راویان ثقہ ہیں، ان روایات کا قبول کرنا لازمی امر ہے، [البتہ] انسان کو چاہیے کہ از راہِ احتیاط تینتیس مرتبہ [سُبْحَانَ اللّٰه]، تینتیس مرتبہ [اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ]، چونتیس مرتبہ [اَللّٰہُ اَکْبَرُ] کہے اور ان کے ساتھ [لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ] آخر تک پڑھ لے، تا کہ سب روایات پر عمل ہو جائے۔[1]

٦۔ وسوسہ دور کرنے والے اذکار:

ا: تعوذ اور بائیں جانب تین بار تھوکنا:

امام مسلم نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! یقیناً شیطان میرے اور میری نماز اور میری قرأت کے درمیان حائل ہو چکا ہے[2] اور وہ مجھے شک میں مبتلا کر دیتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ خنزب نامی شیطان ہے۔ جب تم اس [کی شرارت] کو محسوس کرو،

تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرو[3]

اور اپنی بائیں طرف تین دفعہ تھوک دو۔''

انہوں نے بیان کیا: ''تو میں نے ایسے ہی کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھ سے دور

---

[1] ملاحظہ ہو: شرح النووي ٥/٩٤.

[2] یعنی وہ مجھے لذتِ نماز اور اس میں خشوع سے محروم کر رہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي ١٤/١٩٠).

[3] یعنی أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھو۔

فرما دیا۔‘‘[1]

ب: [آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ] کہنا:

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’یقیناً تم میں سے ایک کے ہاں شیطان آ کر کہتا ہے: ’’تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟‘‘

پس وہ جواب میں کہتا ہے: ’’اللہ تعالیٰ نے۔‘‘

تو وہ کہتا ہے: ’’تو اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟‘‘

پس تم میں سے جب کوئی ایسی کیفیت محسوس کرے، تو کہے:

’’ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.‘‘[2]

ایسا کہنا، اس شخص سے اس [وسوسہ] کو دور کر دے گا۔[3]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب السلام، باب التعوذ من شيطان الوسوسة في الصلاة، رقم الحديث ٦٨۔(٢٢٠٣)، ٤/ ١٧٢٨۔١٧٢٩.

[2] [ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لایا۔]

[3] المسند، رقم الحديث ٢٦٢٠٣، ٤٣/ ٢٧١. حافظ منذری نے اس کے بارے میں تحریر کیا ہے: ’’اس کو احمد نے [عمدہ اسناد] کے ساتھ اور ابو یعلیٰ اور بزار نے روایت کیا ہے۔‘‘ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ٢/ ٢٦٨).

(۸)

تہلیل، تسبیح، تحمید، تکبیر اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کے فضائل

ا۔[لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ] کے فضائل:

ا: بلند ترین ذکر:

امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر:

[لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ] ہے۔[1]

---

[1] جامع الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء أن دعوة المسلم مستجابة، جزء من رقم الحديث ۳٦۰۷، ۲۲۹/۹؛ والسنن الكبرى، كتاب عمل اليوم والليلة، أفضل الذكر و أفضل الدعاء، جزء من رقم الحديث ۱۰۵۹۹، ۲۰٦/۹. الفاظ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔ امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ۲۲۹/۹۔ ۲۳۰؛ وصحيح سنن الترمذي ۱٤۰/۳).

علامہ مبارک پوری نے [لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ] کی فضیلت کی حکمت بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: کیونکہ یہ کلمہ توحید ہے، اور توحید جیسی کوئی چیز نہیں، یہ کلمہ کفر و ایمان کے درمیان حد فاصل ہے، دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ جوڑنے والا، غیر اللہ کی سب سے زیادہ نفی کرنے والا، تزکیہ نفس میں سب سے مؤثر، باطن کی صفائی میں سب سے قوی، خیالات کو نفس کی خباثت سے سب سے زیادہ دور کرنے والا اور شیطان کو سب سے زیادہ دفع کرنے والا ہے۔ (ملاحظہ ہو: تحفة الأحوذي ۲۲۹/۹).

۲: اخلاص سے کہے ہوئے کلمہ توحید کا عرش تک پہنچنا:

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب بھی بندہ کبائر سے اجتناب کرتے ہوئے اخلاص سے [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کہتا ہے، تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ [کلمہ توحید] عرش تک پہنچ جاتا ہے۔''[1]

۳: ایک دفعہ [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه.....] کہنے کے فضائل:

امام ابوداود اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابو عیاش رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے صبح کے وقت:

[لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، لَاشَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.][2]

کہا، تو:

اس کے لیے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک گردن آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا،

اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں،

اس کے دس گناہوں کو دُور کیا جاتا ہے،

---

[1] جامع الترمذي ، أحاديث شتى من أبواب الدعوات، رقم الحديث ۳۸۲٤ ، ۳٦/۱۰. امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳٦/۱۰ ، و صحيح سنن الترمذي ۳: ۱۸٤).

[2] [ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں، ان ہی کے لیے بادشاہت ہے اور ان ہی کے لیے تمام تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔'']

اس کے دس درجات بلند کیے جاتے ہیں،

اور وہ شام تک شیطان سے محفوظ کیا جاتا ہے۔

اور اگر وہ یہی [کلمات] شام کو کہے، تو صبح تک اسی طرح (اجر وثواب) ہے۔''[1]

۴: سو مرتبہ [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ.....] کہنے کے فضائل:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے

[لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ]

ایک دن میں سو دفعہ کہا، تو:

یہ اس کے لیے دس گردنوں کے برابر [ثواب] ہوگا،

اس کے لیے سو نیکیاں تحریر کی جائیں گی،

اس کی سو برائیاں مٹائی جائیں گی،

وہ اس دن شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا،

اور سوائے اس شخص کے، جو ان کلمات کو اس سے زیادہ مرتبہ کہے، کوئی شخص بھی اس سے افضل عمل والا نہ ہوگا۔''[2]

---

[1] سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب ما یقول إذا أصبح، رقم الحدیث ۵۰۶۷، ۱۴/۲۸۳-۲۸۵؛ و سنن ابن ماجه، أبواب الدعاء، باب ما یدعو به الرجل إذا أصبح وإذا أمسی، رقم الحدیث ۳۹۱۳، ۲/۳۲۹. الفاظ حدیث سنن أبي داود کے ہیں۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ۳/۹۵۷؛ و صحیح ابن ماجه ۲/۳۳۲).

[2] متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب الدعوات، باب فضل التهلیل، رقم الحدیث ۶۴۰۳، ۱۱/۲۰۱؛ و صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء، جزء من رقم الحدیث ۲۸- (۲۶۹۱)، ۴/۲۰۷۱. الفاظ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

۵: بوقت موت [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کہنے کی برکات:

ا: غم کا چھٹنا اور رنگ کا چمکنا:

امام احمد نے طلحہ بن عبید اللہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں غمگین دیکھا، تو دریافت کیا: ''اے ابو محمد! غمگین کیوں ہو؟ شاید تم چچا زاد بھائی [یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ] کی امارت سے ناخوش ہو؟''

انہوں نے جواب دیا: ''نہیں۔''

انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے بیان کیا، کہ [اصل] بات یہ ہے، کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''ایک کلمہ ایسا ہے، کہ موت کے وقت اس کے کہنے والے شخص کے غم کو اللہ تعالیٰ دور فرما دیتے ہیں اور اس کے رنگ کو روشن کر دیتے ہیں۔''

اس کے متعلق میں نے صرف اس خیال کی بنا پر استفسار نہ کیا، کہ میں کسی بھی وقت اس کے متعلق دریافت کر سکتا ہوں، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بلاشبہ مجھے اس [کلمہ] کا علم ہے۔''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: ''وہ کون سا ہے؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا آپ کے علم میں کوئی ایسا کلمہ ہے، جو اس کلمہ سے زیادہ عظمت والا ہو، جس کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو دیا؟ اور وہ کلمہ [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] تھا۔''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''واللہ! یہی وہ [کلمہ] ہے۔''[1]

---

[1] المسند، رقم الحديث ١٣٨٦، ٢/ ٣٦٠. شیخ احمد شاکر نے اس کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٢/ ٣٦٠).

ب: جنت میں داخلہ:

امام ابوداود نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس کا آخری کلام [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ][1] ہوا، وہ جنت میں داخل ہوگیا۔''[2]

ب: [سبحان اللہ] کہنے کے فضائل:

سو مرتبہ کہنے سے ہزار نیکی یا ہزار گناہ کی معافی:

امام مسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ ہر روز ایک ہزار نیکی کمائے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود ایک سوال کرنے والے نے پوچھا: ''ہم میں سے کوئی ایک ہزار نیکی کیسے کمائے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ سو مرتبہ [سُبْحَانَ اللّٰهِ] کہے، تو اس کے لیے ایک ہزار نیکی تحریر کی جائے گی یا اس سے ایک ہزار خطا کو دور کیا جائے گا۔''[3]

---

[1] [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ] سے مکمل کلمہ [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ] صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ۱۰۴۰۱؛ وعمدة القاري ۲۶۰/۱؛ وعون المعبود ۲۶۷/۸).

[2] سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب في التلقين، رقم الحديث ۳۱۱۴، ۲۶۷/۸. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابی داود ۶۰۲/۲).

[3] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، رقم الحديث ۳۷۔(۲۶۹۸)، ۲۰۷۳/۴.

ج: تحمید کے فضائل:

ا: بہترین دعا:

امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''بہترین دعا:

[اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] ہے۔''[1]

۲: شکرِ نعمت کا نعمت سے افضل ہونا:

امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کسی بندے پر کوئی احسان فرمائیں اور وہ [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] کہے، تو اس کا ایسا کہنا [اس کے لیے اجر و ثواب کے اعتبار سے] اس کو ملنے والی نعمت سے افضل ہوتا ہے۔''[2]

---

[1] جامع الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء أن دعوة المسلم مستجابة، جزء من رقم الحديث ۳۶۰۷، ۲۲۹/۹؛ والسنن الكبرى، كتاب عمل اليوم والليلة، أفضل الذكر وأفضل الدعاء، رقم الحديث ۱۰۵۹۹، ۳۰۶/۹. امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ۲۲۹/۹۔ ۲۳۰؛ وصحيح سنن الترمذي ۱۴۰/۳).

[2] سنن ابن ماجه، أبواب الأدب، باب فضل الحامدين، رقم الحديث ۳۸۵۰، ۳۳۶/۲. شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ۳۱۹/۲). نیز ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب، كتاب الذكر، الترغيب في التسبيح والتكبير، ۲۴۳/۲.

۳: [اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ] کا میزان کو بھرنا:

امام مسلم نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اور [اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ] میزان کو بھر دیتا ہے۔''[1]

د: تسبیح وتحمید کے فضائل:

۱: اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین ہونا:

امام مسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین کلام کی خبر نہ دوں؟''

میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ...... صلی اللہ علیہ وسلم ...... مجھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزیز ترین کلام کے بارے میں بتلایئے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارا کلام: [سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ][2] ہے۔''[3]

۲: راہِ حق میں خرچ کردہ سونے کے پہاڑ سے بھی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا:

امام فریابی اور امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء، جزء من رقم الحدیث ۱۔(۲۲۳) ۱/۲۰۳.

[2] ترجمہ: ''پاک ہے اللہ تعالیٰ اپنی تعریف کے ساتھ۔''

[3] المرجع السابق، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل سبحان اللہ وبحمدہ، رقم الحدیث ۸۵۔ (۲۷۳۱)، ۴/ ۲۰۹۳۔۲۰۹۴.

انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص پر قیام اللیل [نمازِ تہجد] بھاری ہو، یا وہ مال خرچ کرنے میں بخل کا شکار رہو، یا دشمن سے جہاد کرنے میں بزدل ہو، تو وہ:

[سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ]

زیادہ کہے، کیونکہ یہ [کلمات] اللہ تعالیٰ کو اپنی راہ میں خرچ کیے جانے والے سونے کے پہاڑ سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔''[1]

۳: آسمانوں اور زمین کے درمیانی خلا کو پُر کر دینا:

امام مسلم نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور

[سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ]

آسمانوں اور زمین کے درمیانی خلا کو بھر دیتے ہیں۔''[2]

۴: مخلوق کا اس کے ساتھ رزق دیا جانا:

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے

---

[1] منقول از: الترغیب والترھیب، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی التسبیح والتکبیر والتھلیل والتحمید علی اختلاف أنواعه، رقم الحدیث ۸، ۲/ ۴۲۲. حافظ منذری نے اس کے بارے میں لکھا ہے: ''اس کو فریابی اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ الفاظ [حدیث] طبرانی کے ہیں، اور حدیث غریب ہے اور ان شاء اللہ اس کی اسناد مناسب ہے۔'' [لا بأس بإسناده]. (المرجع السابق ۲/ ۴۲۲). شیخ البانی نے اس کو [صحیح لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترھیب ۲/ ۲۲۸).

[2] صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء، جزء من رقم الحدیث ۱-(۲۲۳)، ۱/ ۲۰۳.

روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''بلا شبہ جب نوح علیہ السلام کے انتقال کا وقت آیا، تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: ''یقیناً میں تجھے وصیت کرنے لگا ہوں: میں تمہیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں اور دو باتوں سے منع کرتا ہوں۔ میں تجھے [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ] کا حکم دیتا ہوں، کیونکہ اگر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو ایک پلڑے میں اور [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] دوسرے پلڑے میں رکھا جائے، تو یہ ان کے مقابلے میں بھاری ہوگا اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مکمل طور پر ایک بند حلقہ ہوں، تو [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] ان کے ٹکڑے ٹکڑے کردے۔

اور میں تمہیں [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ] کا حکم دیتا ہوں، کیونکہ یہ [کلمات] ہر چیز کی نماز ہیں اور انہی کے ساتھ مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے۔

اور میں تجھے شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔''[1]

۵: کہنے والے کے تمام گناہ معاف:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ

[سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ]

کہا، اس کی خطاؤں کو معاف کردیا جاتا ہے، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔''[2]

---

[1] المسند، جزء من رقم الحدیث ۶۵۸۳، ۱۱/۱۵۰-۱۵۱۔ حافظ ہیثمی نے اس کے متعلق لکھا ہے: ''اس کو احمد نے روایت کیا ہے۔ طبرانی نے بھی قریباً اسی طرح اس کو روایت کیا ہے اور احمد کے روایت کرنے والے [ثقات] ہیں۔'' (مجمع الزوائد ۴/۲۲۰)۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی اسناد کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۱۱/۱۵۱)۔

[2] متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب الدعوات، باب فضل التسبیح، رقم الحدیث ۶۴۰۵، ۱۱/۲۰۶؛ وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء، جزء من رقم الحدیث ۲۸-(۲۶۹۱)، ۴/۲۰۷۱۔

۶: [سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ] کہنے سے جنت میں کھجور کا درخت:

امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے:

[سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ]

کہا، اس کے لیے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگایا گیا۔''[1]

۷: رات دن اور دن رات ذکر کرنے سے اعلیٰ تسبیح وتحمید:

امام نسائی اور امام ابن حبان نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے، اور وہ اس وقت اپنے ہونٹوں کو حرکت دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوامامہ! تم کیا کہہ رہے ہو؟''

انہوں نے عرض کیا: ''اپنے رب کا ذکر کر رہا ہوں۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے [ذکر] کی خبر نہ دوں، جو کہ تمہارے رات دن اور دن رات کے ذکر سے زیادہ افضل ہو؟

تم کہو:

[سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ،

---

[1] جامع الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب، رقم الحديث ۳۶۹۶، ۹/۳۰۵۔ امام ترمذی نے اس کو [حسن] اور شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۹/۳۰۵؛ وصحيح سنن الترمذي ۳/۱۶۱)؛ نیز ملاحظہ ہو: نتائج الافکار ۱/۸۹۔

وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ،

وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَآءِ،

وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَآءِ،

وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا أَحْصَى كِتَابُهُ،

وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ،

وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ][1]

اور تم اسی طرح:

[اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] کہو۔''[2]

ہ: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ][3] کے فضائل:

ا: رحمان کو پیارے الفاظ:

[1] [ترجمہ: ''پاک ہے اللہ تعالیٰ مخلوق کی تعداد کے برابر۔
اور پاک ہے اللہ تعالیٰ مخلوق کی بھرائی کے بقدر
اور پاک ہے اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان میں موجودات کی گنتی کے برابر
اور پاک ہے اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان میں موجودات کی بھرائی کے برابر
اور پاک ہے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں شمار کردہ چیزوں کی گنتی کے برابر
اور پاک ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کی گنتی کے برابر
اور پاک ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کی بھرائی کے بقدر۔'']

[2] السنن الکبری، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، رقم الحدیث ۹۹۲۱، ۹/۷۳ ؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الأذكار، ذكر التسبيح الذي يكون للمرء أفضل من ذكر ربه بالليل مع النهار، والنهار مع الليل، رقم الحديث ۸۳۰، ۳/۱۱۱ ـ ۱۱۲. شیخ ارناؤوط نے اس کی اسناد کو حسن قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش الإحسان ۳/۱۱۲).

[3] [ترجمہ: ''پاک ہیں اللہ تعالیٰ اپنی حمد کے ساتھ، پاک ہیں اللہ تعالیٰ انتہائی عظمت والے۔'']

۲: زبان پر ہلکے:

۳: میزان میں بھاری:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دو جملے رحمان کو پیارے، زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری ہیں:

[سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.][1]

و: تسبیح، تہلیل اور تحمید کے فضائل:

عرش کے گرد گھومنے اور کہنے والے کو یاد کروانے والے کلمات:

امام ابن ماجہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یقیناً تم اللہ تعالیٰ کی جو شان و عظمت بیان کرتے ہو، اس میں سے: تسبیح، تہلیل اور تحمید ہیں۔

یہ [تینوں] عرش کے گرد گھومتے ہیں۔ ان کی آواز شہد کی مکھی [کی آواز] ایسی ہوتی ہے اور وہ اپنے کہنے والے کو یاد کرواتے ہیں۔

کیا تم میں سے ایک اس بات کو پسند نہیں کرتا، کہ اس کو [عرش کے گرد] یاد

---

[1] متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب التوحید، باب قول الله تعالیٰ: ﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴾، رقم الحدیث ۷۵٦۳، ۵۳۷/۱۳؛ وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء، رقم الحدیث ۳۱۔ (۲٦۹٤)، ٤/۲۰۷۲.

کروانے والا کوئی ہو، یا وہ ہمیشہ رہے؟''[1]

ز: تسبیح، تحمید اور تکبیر کے فضائل

ان کلمات کے سو سو مرتبہ کہنے کے فضائل:

امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کسی شخص کا

سو مرتبہ [سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ]

کہنا سو اونٹ کی مانند ہے

اور سو مرتبہ

[اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ]

کہنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں سو زین پوش لگام چڑھائے ہوئے گھوڑے [دینے] کی طرح ہے،

اور سو مرتبہ

[اَللّٰہُ اَکْبَرُ]

کہنا مکہ میں [اللہ کی راہ میں] ذبح کیے گئے سو اونٹوں کے برابر ہے۔''[2]

ح: تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کے فضائل:

۱: اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین کلام:

امام مسلم نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں

---

[1] سنن ابن ماجه، أبواب الأدب، باب فضل التسبيح، رقم الحديث ٣٨٥٤، ٢/٣٣٧۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجه ٢/٣٢٠؛ وصحیح الترغيب والترهيب ٢/٣٢٠).

[2] منقول از: مجمع الزوائد، كتاب الأذكار، باب ما جاء في الباقيات الصالحات ونحوها، ١٠/٩١-٩٢۔ حافظ ہیثمی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١٠/٩٢).

نے بیان فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین کلام چار [جملے] ہیں:

[سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ .][1]

ان میں سے کسی ایک سے بھی ابتدا کرنے میں تمہارے لیے کچھ مضائقہ نہیں۔''[2]

۲: نبی کریم ﷺ کو ہر چیز سے محبوب:

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر میں

[سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ .]

کہوں تو مجھے ایسے کہنا ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے[3]، جس پر سورج طلوع ہوا۔''[4]

۳: جنت کے پودے:

امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اسراء والی رات میں نے ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی، تو انہوں نے فرمایا: ''اے محمد ﷺ! اپنی اُمت کو میرا سلام کہیے اور انہیں بتلائیے، کہ جنت پاکیزہ مٹی اور شیریں پانی والی اور درختوں سے خالی زمین ہے اور

---

[1] [ترجمہ: پاک ہیں اللہ تعالیٰ، تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے ہیں۔]

[2] صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب کراھة التسمیة بالأسماء القبیحة و بنافع ونحوه، جزء من رقم الحدیث ۱۲۔ (۲۱۳۷)، ۳/ ۱۶۸۵.

[3] [یعنی دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پیارے ہیں۔]

[4] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء، رقم الحدیث ۳۲۔ (۲۶۹۵)، ۴/ ۲۰۷۲.

یقیناً اس کے پودے:

[سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ]

ہیں۔‘‘[1]

۴: جہنم کی آگ کے مقابلے میں ڈھال:

امام نسائی اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اپنی ڈھالوں کو سنبھالو۔‘‘

انہوں نے عرض کیا: ’’یا رسول اللہ! دشمن کے مقابلے کی خاطر، جو آچکا ہے؟‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’[جہنم کی] آگ سے ڈھال [سنبھالو]۔ تم کہو:

[سُبْحَانَ اللّٰهِ ،وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ،وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ.]

کیونکہ یقیناً یہ [کلمات] روزِ قیامت نجات دہندہ بن کر [تمہارے] آگے آئیں گے اور یہ باقی رہنے والے نیک اعمال ہیں۔‘‘[2]

ایک اور روایت میں ہے: ’’کیونکہ یہ روز قیامت [تمہارے] آگے پیچھے آئیں گے اور یہ باقی رہنے والے نیک اعمال ہیں۔‘‘[3]

---

[1] جامع الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب، رقم الحديث ۳۶۹۳، ۹/ ۳۰۲۔۳۰۳. امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۹/ ۳۰۳؛ وصحيح سنن الترمذي ۳/ ۱۶۰).

[2] السنن الكبرى، كتاب عمل اليوم والليلة، رقم الحديث ۱۰۶۱۷، ۹/ ۲۱۳؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب الدعاء، ۱/ ۵٤۱. امام حاکم نے اس کو امام مسلم کی شرط پر [صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱/ ۵٤۱؛ والتلخيص ۱/ ۵٤۱). الفاظ حدیث المستدرک کے ہیں۔

[3] السنن الكبرى للنسائي ۱۰۶۳۱. حافظ منذری نے اس کو اپنی کتاب الترغیب والترھیب میں نقل کیا ہے اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ۲/ ۲۳۹).

۵: ان میں سے ہر ایک کا صدقہ ہونا:

امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: ''یا رسول اللہ! مال دار لوگ اجر وثواب لے گئے۔ وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور اپنے زائد مالوں کے ساتھ صدقہ کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہ کچھ نہیں بنایا، جو کہ تم صدقہ کرو؟

بلاشبہ ہر تسبیح صدقہ ہے،

ہر تکبیر صدقہ ہے،

ہر تحمید صدقہ ہے،

اور ہر تہلیل صدقہ ہے۔''[1]

۶: چاروں کلمات میں سے ہر ایک کے سو سو مرتبہ کہنے کے فضائل:

امام احمد نے ام ھانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے، تو میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! یقیناً میں بوڑھی اور کمزور ہو چکی ہوں...... یا جیسے انہوں نے عرض کیا...... مجھے کسی ایسے عمل کا حکم فرمایئے، جو میں بیٹھے بیٹھے کرلوں۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب بیان أن اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف، جزء من رقم الحدیث ۵۳۔(۱۰۰۶)، ۲/۶۹۷. علامہ قرطبی تحریر کرتے ہیں: اس حدیث کا مقصود یہ ہے، کہ جب نیت درست ہو، تو نیک اعمال اجر وثواب میں صدقات کے قائم مقام ہوتے ہیں، خصوصاً ان لوگوں کے حق میں، جو صدقہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔'' (المفھم ۳/۵۱).

آپ ﷺ نے فرمایا: ''سو دفعہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کیجیے۔[1] یقیناً یہ اس طرح ہے کہ آپ نے اولادِ اسماعیل سے سو گردنوں کو آزاد کر دیا۔

سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کیجیے۔[2] یقیناً یہ ایسے ہے کہ آپ نے سو زین پوش لگام چڑھائے ہوئے گھوڑوں پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سوار کروا دیا۔[3]

سو بار اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کیجیے۔[4] یقیناً یہ آپ کے لیے قلادہ پہنائے ہوئے سو قبول شدہ[5] اونٹوں کے برابر ہے۔

اور آپ سو مرتبہ [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کہیے..... ابن خلف[6] نے بیان کیا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا..... [7] یہ [یعنی ایسے کہنا] آسمان اور زمین کے درمیان [خلا] کو پُر کر دیتا ہے۔ اور اس روز کسی کا عمل آپ کے عمل کے برابر اوپر نہ لے جایا جائے گا، سوائے اس شخص کے، جس نے آپ کی طرح کا عمل کیا ہوگا۔''[8]

ط: [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] کے فضائل:

۱: جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ:

امام مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں

---

[1] یعنی [سُبْحَانَ اللّٰهِ] کہیے۔
[2] یعنی [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] کہیے۔
[3] یعنی مجاہدوں کو سوار کروانے کے لیے دے دیے۔
[4] یعنی [اَللّٰهُ اَكْبَرُ] کہیے۔
[5] دربارِ الٰہی میں شرفِ قبولیت پانے والے۔
[6] حدیث کے ایک راوی۔
[7] ان کے استاد عاصم بن بہدلہ نے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
[8] المسند، رقم الحدیث ۲۶۹۱۱، ۴۴/۴۷۹۔۴۸۰۔ حافظ منذری نے اس کی [اسناد کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغیب والترہیب ۲/۲۶۰)؛ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۲/۲۳۳؛ وسلسلة الأحاديث الصحيحة ۳/۲۰۲۔۳۰۳)؛ نیز ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۱۰/۹۲)۔

میں سے ایک کلمہ نہ بتلاؤں؟''

یا آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ۔''

میں نے عرض کیا: ''کیوں نہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.[1]][2]

۲: جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ:

امام ترمذی نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً ان کے باپ نے انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت کی غرض سے آپ ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے بیان کیا: ''نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں اس وقت نماز پڑھ چکا تھا، تو آپ ﷺ نے اپنے قدم سے مجھے ٹھوکر لگائی اور فرمایا: ''کیا میں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کے بارے میں نہ بتلاؤں؟''

میں نے عرض کیا: ''کیوں نہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ][3]

۳: جنت کے پودے:

امام احمد اور امام ابن حبان نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ اسراء والی رات ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرے، تو انہوں نے دریافت فرمایا: ''اے جبریل! آپ کے ساتھ کون ہیں؟''

---

[1] ترجمہ: گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی استطاعت، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب استحباب خفض الصوت بالذكر، رقم الحديث ٤٧ـ (٢٧٠٤)، ٤/٢٠٧٨.

[3] جامع الترمذي، حديث شتى من أبواب الدعوات، باب في فضل لا حول ولا قوة إلا بالله، رقم الحديث ٣٨١٢، ١٠/٣٠. امام ترمذی نے اسے [حسن صحیح] اور شیخ البانی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ... صحيح سنن الترمذي ٣/١٨٣).

انہوں نے جواب دیا: ''یہ محمد ...... صلی اللہ علیہ وسلم ...... ہیں۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ''اپنی اُمت کو حکم دیجیے، کہ وہ جنت کے پودے کثرت سے لگائیں، کیونکہ اس کی مٹی پاکیزہ اور زمین وسیع ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''جنت کے پودے کیا ہیں؟''

انہوں نے جواب دیا: [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ][1]

ی: تہلیل، تکبیر، تحمید اور [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کا ان کے کہنے والے کی تصدیق فرمانا اور جہنم سے بچانا:

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گواہی دی، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص

[لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ][2]

کہتا ہے، تو اس کے رب اس کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں بہت بڑا ہوں۔''

اور جب وہ کہتا ہے:

[لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ][3]

---

[1] المسند، رقم الحديث ٢٢٥٥٢، ٥٣٣/٣٨؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الأذكار، ذكر البيان بأن المرء كلما كثر تبرّيه من الحول والقوة إلا بارئه كثر غراسه في الجنان، رقم الحديث ٨٢١، ١٠٣/٣. حافظ منذری نے المسند کی اسناد کو [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغيب والترهيب ٢ ٤٤٥)؛ اور شیخ البانی نے اس حدیث کو [صحیح لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ٢/ ٢٥٠).

[2] [ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے ہیں۔]

[3] [ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہیں۔]

آپ ﷺ نے بیان فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں یگانہ ہوں۔''

اور جب وہ کہتا ہے:

[لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، لَا شَرِيكَ لَهُ]. [1]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں یکتا ہوں، میرا کوئی ہمسر نہیں۔''

اور جب وہ کہتا ہے:

[لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ]. [2]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میرے سوا کوئی معبود نہیں، میرے ہی لیے بادشاہت ہے اور میرے ہی لیے تمام تعریف ہے۔''

اور جب وہ کہتا ہے:

[لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ]. [3]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میرے سوا کوئی معبود نہیں، نہ گناہ چھوڑنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی استطاعت ہے، مگر میری توفیق کے ساتھ۔''

---

[1] [ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ منفرد ہیں، ان کا کوئی ساجھی نہیں۔''[

[2] [ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہی ان ہی کی ہے اور تمام تعریف ان ہی کے لیے ہے۔''[

[3] [ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، نہ گناہ چھوڑنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی استطاعت، مگر اللہ تعالیٰ [کی توفیق] کے ساتھ۔''[

اور نبی کریم ﷺ فرماتے تھے:

’’جس شخص نے یہ [کلمات] بیماری میں کہے، پھر فوت ہو گیا، تو اس کو آگ نہ کھائے گی۔‘‘[1]

---

[1] جامع الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما يقول العبد إذا مرض، رقم الحديث ۳۶۵۴، ۹/۲۷۴؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأدب، باب فضل لا إله إلا الله، رقم الحديث ۳۸۲۶، ۲/۳۳۲۔ الفاظ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔ شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذي ۳/۱۵۳؛ وصحیح سنن ابن ماجه ۲/۳۱۸؛ وسلسلة الأحاديث الصحيحة ۳/۳۷۹)۔

(۹)

نبی کریم ﷺ پر درُود اور اس کے فضائل

ا۔ درُود شریف کی چار اقسام کے الفاظ مبارکہ:

احادیث شریف میں درُود شریف کا ذکر متعدد الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ان میں سے چار اقسام کے الفاظ مبارکہ ذیل میں توفیق الٰہی سے پیش کیے جا رہے ہیں:

① امام بخاری نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی، تو انہوں نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ تحفہ نہ دے دوں، جو میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا؟''

میں نے عرض کیا: ''جی ہاں، مجھے یہ تحفہ عطا فرمایئے۔''

انہوں نے بیان فرمایا: ''ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا: ''آپ کے اہل بیت پر درُود کیسے ہے؟ (جبکہ) اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلام بھیجنے کا طریقہ تو [خود ہی] سکھا دیا ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کہو:

[اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ. إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ. إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.] [1]

---

[1] ترجمہ: ''اے اللہ! محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرمایئے جس طرح کہ آپ نے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی۔ بلاشبہ آپ بہت تعریف ⇐⇐⇐

۲ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ ہم آپ پر سلام کیسے کہیں، لیکن آپ پر دُرود کس طرح بھیجیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم کہو:

[اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ. إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ. إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.[1]][2]

۳ امام بخاری نے حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ہم آپ پر دُرود کس طرح بھیجیں؟''

⇦⇦⇦ والے اور بہت بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور آل محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پر برکت نازل فرمائیے، جس طرح کہ آپ نے ابراہیم۔ علیہ السلام۔ اور آل ابراہیم۔ علیہ السلام۔ پر برکت نازل فرمائی۔ یقیناً آپ بہت تعریف والے اور بڑی بزرگی والے ہیں۔'']

صحیح البخاری، کتاب الأنبیاء، باب ، رقم الحدیث ۳۳۷۰، ۶/۴۰۸.

[1] [ترجمہ: ''اے اللہ! محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پر اور آل محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پر رحمت نازل فرمائیے، جس طرح کہ آپ نے آل ابراہیم۔ علیہ السلام۔ پر رحمت نازل فرمائی۔ بلاشبہ آپ بہت تعریف والے اور بہت بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت نازل فرمائیے جس طرح کہ آپ نے آل ابراہیم۔ علیہ السلام۔ پر برکت نازل فرمائی۔ بلاشبہ آپ بہت تعریف والے اور بہت بزرگی والے ہیں۔'']

[2] متفق علیہ: صحیح البخاري، کتاب الدعوات، باب الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث ۶۳۵۴، ۱۱/۱۵۲؛ وصحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد، رقم الحدیث ۶۶۔(۴۰۶)، ۱/۳۰۵. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم کہو:

[اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ أَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ. إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.[1]][2]

(۴) حافظ ابن حجر نے تحریر کیا ہے: ''روایات میں سب سے کم الفاظ والا [درود شریف یہ ہے]:

[اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ.[3]][4]

ب: فضائل درود شریف:

۱: پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں:

۲: دس گناہوں کا مٹایا جانا:

۳: دس درجات کا بلند کیا جانا:

امام نسائی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے ایک بار مجھ پر درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل

---

[1] [ترجمہ: ''اے اللہ! محمد ﷺ، ان کی بیویوں اور اولاد پر رحمت نازل فرمایئے جس طرح کہ آپ نے آل ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی اور محمد ﷺ، ان کی بیویوں اور اولاد پر برکت نازل فرمایئے، جس طرح کہ آپ نے آل ابراہیم علیہ السلام پر برکت نازل فرمائی۔ بلاشبہ آپ بہت تعریف والے اور بہت بزرگی والے ہیں۔'']

[2] صحیح البخاري، كتاب الأنبياء، باب، رقم الحديث ۳۳۶۹، ۶/۴۰۷.

[3] [ترجمہ: ''اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے، جس طرح آپ نے ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی۔'']

[4] فتح الباري ۱۱/۱۶۶.

فرماتے ہیں، اس کی دس خطاؤں کو اس سے دور کیا جاتا ہے، اور اس کے دس درجات کو بلند کیا جاتا ہے۔''[1]

۴: فرشتوں کا دُرود پڑھنا:

امام ابن ماجہ نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کوئی مسلمان مجھ پر دُرود نہیں بھیجتا، مگر فرشتے اس پر تب تک دُرود بھیجتے رہتے ہیں، جب تک وہ مجھ پر دُرود بھیجتا رہتا ہے، پس بندہ اس کو تھوڑا کرے یا زیادہ[2]۔''[3]

۵: دعاؤں کی قبولیت:

امام ترمذی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''میں نماز پڑھ رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما [تشریف فرما تھے]۔ جب میں بیٹھا، تو میں نے اللہ تعالیٰ کی ثنا سے [دعا کی] ابتدا کی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود پڑھا، پھر اپنے لیے دعا کی۔ [یہ دیکھ کر] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سوال کرو، تمہیں عطا کیا جائے گا، تم سوال کرو، تمہیں عطا کیا جائے گا۔''[4]

---

[1] سنن النسائي، كتاب السهو، باب الفضل في الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، ٣/٥٠. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن النسائي ١/٢٧٨).

[2] یعنی بندہ اپنے بارے میں خود فیصلہ کرے، کہ وہ مجھ پر تھوڑا دُرود بھیج کر فرشتوں کا تھوڑا دُرود حاصل کرنا چاہتا ہے، یا مجھ پر زیادہ دُرود بھیج کر ان کا زیادہ دُرود حاصل کرنا چاہتا ہے۔

[3] سنن ابن ماجه، أبواب إقامة الصلاة، باب الصلاة على النبي صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحديث ٨٩٤، ١/١٦٤. شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ١/١٥٠).

[4] صحيح سنن الترمذي، باب الثناء على الله والصلاة على النبي صلی اللہ علیہ وسلم قبل الدعاء، رقم الحديث ٤٨٦-٥٩٨، ١/١٨٤. شیخ البانی نے اس کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١/١٨٤).

۶: غموں کی دُوری اور گناہوں کی معافی:

امام ترمذی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میں آپ پر زیادہ دُرود پڑھتا ہوں، میں اپنے اوقاتِ دعا میں سے کتنا [حصہ] آپ [پر دُرود بھیجنے] کے لیے مخصوص کردوں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''جتنا تم پسند کرو۔''

میں نے عرض کیا: ''ایک چوتھائی؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جس قدر چاہو، [لیکن] اگر تم نے زیادہ [وقت مخصوص] کیا، تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔''

میں نے عرض کیا: ''آدھا [وقت]؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم جتنا چاہو، [لیکن] اگر تم نے زیادہ کیا، تو وہ بہتر ہے۔''

میں نے عرض کیا: ''دو تہائی؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جتنا چاہو، اگر تم نے زیادہ کیا، تو وہ بہتر ہے۔''

میں نے عرض کیا: ''میں اپنی دعا کے سارے اوقات کو آپ [پر دُرود بھیجنے] کے لیے مخصوص کردوں گا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تب تو تمہارے غموں سے تمہاری کفایت کی

جائے گی، اور تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''[1]

آنحضرت ﷺ کے ارشادِ گرامی [تب تو تمہارے غموں سے تمہاری کفایت کی جائے گی] سے مراد یہ ہے کہ جب تم اپنی دعا کے تمام اوقات مجھ پر دُرود بھیجنے کے لیے صرف کرو گے، تو تمہاری دنیا و آخرت کی مرادوں کو پورا کیا جائے گا۔[2]

امام احمد کی روایت میں ہے: ''تب اللہ تعالیٰ تمہارے دنیا و آخرت کے غموں میں تمہاری کفایت فرما دیں گے۔''[3]

۷: نبی کریم ﷺ کی شفاعت:

امام طبرانی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے صبح اور شام مجھ پر دس دس دفعہ دُرود پڑھا، تو اس کو روزِ قیامت میری شفاعت حاصل ہوگی۔''[4]

---

[1] جامع الترمذي، أبواب صفة القيامة، باب ، جزء من رقم الحديث ٢٥٧٤، ٧/١٢٩-١٣٠. امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٧/١٣٠؛ وصحيح سنن الترمذي ٢/٢٩٩).

[2] ملاحظہ ہو: تحفة الاحوذي ٧/١٣٠.

[3] ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، كتاب الأدعية، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره، ١٠/١٦٢. حافظ ہیثمی نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے: ''اس کو احمد نے روایت کیا ہے اور اس کی [اسناد عمدہ] ہے۔'' (المرجع السابق ١٠/١٦٣).

[4] المرجع السابق، كتاب الأذكار، باب ما يقول إذا أصبح و إذا أمسى، ١٠/١٢٣. حافظ ہیثمی نے اس کے بارے میں لکھا ہے: ''طبرانی نے اس کو دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور ان میں سے ایک کی [سند عمدہ] ہے اور اس کے روایت کرنے والوں کی توثیق کی گئی ہے۔'' (المرجع السابق ١٠/١٢٣).

۸: نبی کریم ﷺ کا تقرب:

امام ترمذی اور امام ابن حبان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بلا شبہ مجھ پر سب سے زیادہ درُود بھیجنے والا روزِ قیامت میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔''[1]

---

[1] جامع الترمذي، أبواب الوتر، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث ٤٨٢، ٢/٤٩٥-٤٩٦؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الأدعية، ذكر البيان بأن أقرب الناس في القيامة يكون من النبي صلى الله عليه وسلم من كان أكثر صلاة عليه في الدنيا، رقم الحديث ٩١١، ٣/١٩٢. **الفاظ حدیث صحیح ابن** حبان کے ہیں۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (صحیح الترغیب والترهیب ٢/٢٩٤).

(۱۰)

استغفار کے فضائل اور اس کے بعض مخصوص الفاظ

ا۔ فضائلِ استغفار:

۱: اللہ تعالیٰ کی شدید خوشی:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں، جو کہ بے آب و گیاہ تباہ کن جگہ میں ہو، اس کے ساتھ سواری [بھی] ہو، جس پر اس کا کھانے پینے کا سامان ہو۔

وہ سو جائے۔ جب بیدار ہو، تو سواری جا چکی ہو۔ وہ اس کو تلاش کرتا رہے، یہاں تک کہ اس کو پیاس لگ جائے، تو وہ [اپنے آپ سے] کہے:

''میں جہاں تھا، وہیں جا کر سو جاتا ہوں، یہاں تک کہ مر جاؤں۔''

اس نے مرنے کے لیے اپنی کلائی پر اپنا سر رکھا [اور سو گیا]۔ جب بیدار ہوا، تو سواری اس کے روبرو تھی، اور اس پر زادِ راہ اور کھانے پینے کا سامنا [بھی] تھا۔

جس قدر خوشی اس شخص کو اپنی سواری اور زادِ راہ دیکھ کر ہوئی، اللہ تعالیٰ کو مومن بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔''[1]

---

[1] متفق علیہ: صحیح البخاري، کتاب الدعوات، باب التوبة، رقم الحدیث ۶۳۰۸، ۱۱/۱۰۲؛ وصحیح مسلم، کتاب التوبة، باب الحض علی التوبة والفرح بها، رقم الحدیث ۳۔ (۲۷۴۴)، ۴/۲۱۰۳۔ الفاظِ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

۲: اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ توبہ کرنے والوں سے محبت:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾[1]

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔ اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔''

۳: توبہ کرنے والے کا بے گناہ کی مانند ہو جانا:

امام ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''گناہ سے توبہ کرنے والا شخص اس شخص کی مانند ہے جس کا گناہ ہی نہ ہو۔''[2]

۴: گناہوں کا نیکیوں میں بدلنا:

اللہ عز و جل نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا. يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا. إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. ﴾[3]

---

[1] سورة البقرة/جزء من الآية ۲۲۲.

[2] سنن ابن ماجه، أبواب الزهد، ذكر التوبة، رقم الحديث ۴۳۰۴، ۲/۴۳۸. شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجه ۲/۴۱۸).

[3] سورة الفرقان/الآيات ۶۸۔۷۰.

''اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اسے ناحق قتل نہیں کرتے اور وہ زنا نہیں کرتے۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا، وہ اپنے گناہوں کا بدلہ پائے گا۔ قیامت کے دن اس کا عذاب دو چند کیا جائے گا اور وہ اسی میں ہمیشہ کے لیے ذلیل ہو کر رہے گا، مگر جو شخص توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے، تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمانے والے، بے حد مہربان ہیں۔''

ب: حضرت ابو طویل شطب الممدود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''آپ اس شخص کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں جس نے تمام گناہ کیے ہوں، کوئی گناہ چھوڑا نہ ہو، [بلکہ] ہر صغیرہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہو، تو کیا اس شخص کے لیے توبہ ہے؟''

آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: ''تو کیا تم مسلمان ہو چکے ہو؟''

انہوں نے عرض کیا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلا شبہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیکیاں کرو اور برائیاں چھوڑ دو، تو اللہ تعالیٰ ان سب کو تمہارے لیے نیکیاں بنا دیں گے۔''

انہوں نے عرض کیا: ''اور میری بے وفائیاں اور بداعمالیاں؟''[1]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

انہوں نے کہا: ''اللہ اکبر۔''

---

[1] یعنی کیا یہ سب بھی اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل فرما دیں گے؟

اور پھر اللہ اکبر پکارتے پکارتے نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔''[1]

۵: رحمت کا نزول:

اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کے متعلق بیان فرمایا، کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا:

﴿ قَالَ يَاقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾[2]

''انہوں نے کہا: ''اے میری قوم کے لوگو! تم نیکی سے پہلے برائی کی طرف جلدی کیوں کرتے ہو؟ تم اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی کیوں نہیں طلب کرتے، تاکہ تم پر رحم کیا جائے؟''

۶: موسلا دھار بارانِ رحمت:

۷: مالوں میں اضافہ:

۸: بیٹوں میں اضافہ:

۹: باغات کا حصول:

۱۰: نہروں کا پانا:

اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں بیان فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا:

﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا

---

[1] حافظ ہیثمی نے اس حدیث کے متعلق تحریر کیا ہے: ''اس کو طبرانی نے اور انہی سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ البزار نے روایت کیا ہے۔ اور البزار کے روایت کرنے والے صحیح کے روایت کرنے والے ہیں، سوائے محمد بن ہارون ابی نشیط کے، اور وہ ثقہ ہیں۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الإیمان، باب الإسلام یجب ما قبله، ۱/۳۲).

[2] سورة النمل/الآية ٤٦.

يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا
وَّيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ
وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ
وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴾ [1]

''پس میں نے کہا:''تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، بلاشبہ وہ بہت مغفرت فرمانے والے ہیں۔ وہ آسمان سے تمہارے لیے موسلا دار بارش بھیجیں گے، وہ تمہارے لیے مالوں اور بیٹوں میں اضافہ فرمائیں گے، تمہارے لیے باغات پیدا فرمائیں گے اور تمہارے لیے نہریں نکالیں گے۔''

۱۱: قوت میں ترقی واضافہ:

اللہ عزوجل نے حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق بیان فرمایا، کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا:

﴿ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَ لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴾ [2]

''اور اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، پھر ان کے حضور توبہ کرو، وہ تمہارے لیے خوب بارش برسائیں گے اور تمہیں مزید قوت عطا فرمائیں گے اور تم مجرم بن کر روگردانی نہ کرو۔''

۱۲: ہر غم سے چھٹکارا:
۱۳: ہر مشکل سے نجات:

---

[1] سورة نوح عليه السلام/الآيات ۱۰-۱۲.

[2] سورة هود-عليه السلام-/الآية ۵۲.

۱۴: خلاف توقع جگہ سے روزی:

حضرات ائمہ احمد، ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص کثرت سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ہر غم سے خلاصی دیں گے، ہر مشکل سے نکال دیں گے اور اس کو وہاں سے رزق عطا فرمائیں گے، جہاں اس کا وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔''[1]

۱۵: حصول کامیابی:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. ﴾[2]

[اے مومنو! تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو، تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔]

۱۶: جنت کا پانا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ الَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَ مَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَ لَمْ يُصِرُّوا

---

[1] المسند، رقم الحديث ۲۲۳، ۵۵/٤-۵٦؛ و سنن أبي داود، أبواب قيام الليل، تفريع أبواب الوتر، باب في الاستغفار، رقم الحديث ۱۵۱۵، ۲٦۷/٤؛ وكتاب السنن الكبرى، كتاب عمل اليوم والليلة، رقم الحديث ۱۰۲۹۰، ۱۱۸/٦؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأدب، باب الاستغفار، رقم الحديث ۳۸٦٤، ۳۳۹/۲۔ بعض محدثین نے اس حدیث کے راوی کی بنا پر اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ۲٦٤/٤؛ وضعيف سنن أبي داود للشيخ الألباني ص ۱٤۹)؛ لیکن امام حاکم اور شیخ احمد شاکر مصری نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ احمد شاکر نے راوی پر کیے گئے اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك على الصحيحين ۲٦۲/٤؛ وهامش المسند ۵۵/٤)۔

[2] سورة النور جزء من الآية ۳۱۔

عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ. اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ. ﴾[1]

[''اور وہ لوگ جب وہ کوئی ناشائستہ کام کریں یا اپنی جانوں پر ظلم کریں، تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کرسکتا ہے؟ اور وہ اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔ انہی کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور [نیک] کام کرنے والوں کا بدلہ اچھا ہے۔'']

ب: استغفار کے بعض مخصوص الفاظ کے فضائل:

ا: [أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي.........] کی فضیلت:

امام ابوداود نے نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''جس شخص نے کہا:

[أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ[2] وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ][3]

تو اس کو معاف کردیا جاتا ہے، اگرچہ وہ کافروں کے ساتھ لڑائی کے وقت میدان جنگ ہی سے بھاگا ہوا ہو۔''[4]

---

[1] سورة آل عمران، الآیتان ۱۳۵۔۱۳۶.

[2] (اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ) دونوں الفاظ کے آخر میں زبر اور پیش، دونوں کے ساتھ پڑھنا درست ہے۔

[3] ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ سے جو کہ جن کے سوا کوئی معبود نہیں، [اور] ہمیشہ زندہ رہنے والے اور قائم رکھنے والے ہیں، سے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں اور ان کے حضور توبہ کرتا ہوں۔''

[4] سنن أبي داود، تفریع أبواب الوتر، باب في الاستغفار، رقم الحدیث ۱۵۱۴، ۲۶۶/۴. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ۲۸۳/۱).

۲: سید الاستغفار کی فضیلت:

امام بخاری نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے [کہ آپ ﷺ نے فرمایا]:

سید الاستغفار[1] یہ ہے کہ [بندہ] کہے:

[اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ ، وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَااسْتَطَعْتُ ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ، أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ ، اغْفِرْلِيْ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ][2]

جس شخص نے ان [الفاظ] کو دن میں ان پر یقین رکھتے ہوئے کہا اور شام ہونے سے پیشتر فوت ہو گیا، تو وہ اہل جنت میں سے ہے اور جس نے انہیں رات کو یقین کے ساتھ پڑھا اور وہ صبح ہونے سے پہلے انتقال کر گیا، تو وہ [بھی] جنت والوں میں سے ہے۔''[3]

---

[1] یعنی گناہ کی معافی طلب کرنے کے لیے کہے جانے والے الفاظ میں سے اعلیٰ وافضل الفاظ۔

[2] [ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میرے رب ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ نے ہی مجھے پیدا فرمایا ہے اور میں آپ کا بندہ ہوں اور میں اپنی استطاعت کے مطابق آپ سے کیے ہوئے عہد اور وعدہ پر [قائم] ہوں۔ میں نے جو کیا ہے [یعنی آپ کی نافرمانی] اس کے شر سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ آپ کے مجھ پر جو احسانات ہیں، ان کا میں اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، پس آپ مجھے معاف فرما دیجیے، کیونکہ بلاشبہ آپ کے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔'']

[3] صحیح البخاري، كتاب الدعوات، باب أفضل الاستغفار، رقم الحديث ٦٣٠٦، ١١/ ٩٧ - ٩٨.

(۱۱)

صبح وشام کے بعض اذکار کے فضائل

۱۔ ہر چیز کے نقصان سے بچانے والی دعا:

امام ابو داود اور امام ترمذی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کوئی شخص ایسا نہیں کہ وہ صبح وشام تین تین مرتبہ اس دعا کو پڑھے:

[بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.][1]

اور پھر کوئی چیز اس کو نقصان پہنچائے۔''[2]

۲: اللہ تعالیٰ کو راضی اور جنت میں داخل کروانے والا ذکر:

۱: امام احمد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کوئی بندہ صبح وشام تین تین دفعہ یہ [ذکر] نہیں پڑھتا:

---

[1] [ترجمہ: ''اس اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جس کے نام [کی برکت] سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں۔'']

[2] سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، جزء من رقم الحديث ۷۷ ۵۰، ۱۳ / ۲۹۳؛ و جامع الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في الدعاء إذا أصبح و إذا أمسى، جزء من رقم الحديث ۳۶۱۲، ۹ / ۲۳۳-۲۳۴. الفاظ حدیث جامع الترمذي کے ہیں۔ امام ترمذی نے اس کو [حسن غریب صحیح] کہا ہے اور شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (المرجع السابق ۹ / ۲۳۴؛ و صحیح سنن الترمذي ۳ / ۱۴۰)

[رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا ، وَ بِالْإِسْلَامِ دِينًا ، وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا.][1]
مگر قیامت کے دن اس کو خوش کرنا اللہ تعالیٰ پر لازم ہو جاتا ہے۔[2]

ب: امام ابوداود نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے کہا:

[رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا ، وَ بِالْإِسْلَامِ دِينًا ، وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا.]

تو جنت اس کے لیے واجب ہو گئی۔''][3]

۳: بچھو کے ڈنک کے ضرر سے بچانے والی دعا:

ا: امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے تین دفعہ شام کے وقت کہا:

[أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.][4]

---

[1] [ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا۔'']

[2] ملاحظہ فرمائیے: المسند، رقم الحديث ١٨٩٦٧، ٣٠٢/٣١. اس حدیث کے بارے میں حافظ ہیثمی نے تحریر کیا ہے: ''قریب قریب ایسے ہی طبرانی نے اس کو روایت کیا ہے اور احمد اور طبرانی کے روایت کرنیوالے ثقہ ہیں۔'' (مجمع الزوائد ١١٩/١٠). اسی مفہوم کی حدیث امام ابوداود نے بھی روایت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، رقم الحديث ٥٠٦٢، ٢٨٠/٩)؛ اور حافظ ابن حجر نے اس کی [سند کو قوی] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ١٣٠/١١).

[3] سنن أبي داود، تفريع الأدب، باب في الاستغفار، رقم الحديث ١٥٢٦، ٢٧٢/٤. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٢٨٥/١).

[4] [ترجمہ: ''میں تمام مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے کامل [تاثیر والے] کلمات کی پناہ لیتا ہوں۔'']

تو اس رات بچھو کا زہر [یا ڈسنا] اس کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔"

[راوی نے] بیان کیا: "ہمارے گھر والوں نے اس [دعا] کو سیکھ رکھا تھا اور وہ اس کو پڑھا کرتے تھے۔ ان کی ایک لونڈی کو ڈسا گیا، لیکن اس کو کچھ تکلیف نہ ہوئی۔"[1]

ب: امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ انہوں نے بیان فرمایا، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے گزشتہ شب ایک بچھوانی نے ڈنک مارا ہے۔"[2]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم شام کے وقت یہ [دعا] پڑھتے:

[أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ]

تو وہ تمہیں تکلیف نہ پہنچا سکتی۔[3]"[4]

---

[1] المسند، رقم الحديث ۷۸۹۸، ۲۷۴/۱۳. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کو [مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۲۷۴/۱۳).

[2] ابن ماجہ کی روایت میں ہے: "ایک بچھوانی نے ایک شخص کو ڈنک مارا، تو وہ رات کو سو نہ سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ذکر کیا گیا: "فلاں شخص کو بچھوانی نے ڈنک مارا۔ تو وہ رات سو نہیں سکا۔" (سنن ابن ماجه، أبواب الطب، باب رقية الحية والعقرب، رقم الحديث ۳۵۶۳، ۲۸۰/۲).

[3] ابن ماجہ کی روایت میں ہے: "صبح تک اس کو بچھو کا کاٹنا ضرر نہ دیتا۔" (المرجع السابق ۲۸۰/۲).

[4] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الدعوات والتعوذ، رقم الحديث ۲۷۰۹، ۲۰۸۱/٤.

(۱۲)

مرادیں پوری کروانے والے آٹھ اذکار

ہمارے نبی کریم ﷺ نے اُمت کو ایسے اذکار بتلائے ہیں، کہ ان کے ذریعہ سے لوگوں کی فریادیں سنی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی حاجات کو پورا فرما دیتے اور پریشانیوں کو دُور کر دیتے ہیں۔ توفیق الٰہی سے ایسے ہی سات اذکار ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں:

۱: [لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ ....] کے ساتھ دعا:

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مچھلی والے کی دعا[1] جب انہوں نے مچھلی کے پیٹ سے بایں الفاظ دعا کی:

[لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ.][2]

ان [کلمات] کے ساتھ کوئی مسلمان کبھی بھی کسی چیز کے بارے میں دعا نہیں کرتا، مگر اللہ تعالیٰ اس کی فریاد کو پورا فرما دیتے ہیں۔''[3]

---

[1] یعنی حضرت یونس علیہ السلام کی دعا۔

[2] [ترجمہ: ''آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، بلاشبہ میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔'']

[3] المسند، جزء من رقم الحديث ۱٤٦۲، ۳/۳-۳٦؛ وجامع الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب، رقم الحديث ۳۷۳٦، ۹/۳۳٦. شیخ احمد شاکر نے اس کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے اور شیخ البانی نے اس [حدیث کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۳/۳٥؛ وصحيح سنن الترمذي ۳/۱٦۹).

۲: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ ....] کے ساتھ دعا:

حضرات ائمہ ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا، اور وہ کہہ رہا تھا:

[اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ، وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ.][1]

انہوں [یعنی راوی] نے بیان کیا: ''تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے ساتھ سوال کیا ہے، کہ جب اس کے ساتھ ان سے دعا کی جائے، تو وہ قبول فرماتے ہیں، اور جب اس کے ساتھ ان سے مانگا جائے، تو وہ عطا فرماتے ہیں۔''[2]

۳: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ .....] کے ساتھ دعا:

امام ابوداود نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ اس شخص نے [بایں الفاظ] دعا کی:

---

[1] [ترجمہ: ''اے اللہ! یقیناً میں آپ سے سوال کرتا ہوں، کیونکہ بلاشبہ میں گواہی دیتا ہوں کہ درحقیقت آپ ہی اللہ ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، [آپ] یکتا، بے نیاز ہیں، جنہوں نے کسی کو جنم نہیں دیا، اور نہ انہیں کسی نے جنم دیا، اور ان کا کوئی ہمسر نہیں۔'']

[2] سنن أبي داود، كتاب الوتر، باب الدعاء، رقم الحديث ۱٤۹۰، ۲۵۳/٤-۲۵٤؛ وجامع الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في جامع الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث ۳۷۰٦، ۳۱۳/۹؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الدعاء، باب اسم الله الأعظم، رقم الحديث ۳۹۰۳، ۳٤۷/۲. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۲۷۹/۱؛ وصحيح سنن الترمذي ۱٦۳/۳؛ وصحيح سنن ابن ماجه ۳۲۹/۲).

[اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ،لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ، بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ، يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ!] [1]

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ ان سے فریاد کی ہے، کہ جب اس کے ساتھ ان سے دعا کی جائے، تو وہ قبول کرتے ہیں اور جب اس کے ساتھ ان سے سوال کیا جائے، تو وہ عطا فرماتے ہیں۔'' [2]

۴: صبح وشام [اَللّٰھُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ.........] پڑھنے والے کی ہر دعا:

امام طبرانی نے حضرت حسن سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ حدیث نہ بتلاؤں، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی مرتبہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کئی دفعہ، اور عمر رضی اللہ عنہ سے کئی بار سنی؟''

میں نے عرض کیا: ''کیوں نہیں۔''

انہوں نے بیان کیا: ''جو شخص صبح اور شام کے وقت کہے:

[اَللّٰھُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ ، وَأَنْتَ تَهْدِيْنِيْ، وَأَنْتَ تُطْعِمُنِيْ ، وَأَنْتَ تَسْقِيْنِيْ ، وَأَنْتَ تُمِيْتُنِيْ ، وَأَنْتَ تُحْيِيْنِيْ.] [3]

[پھر] وہ اللہ تعالیٰ سے جو چیز بھی مانگے گا، وہ اس کو عطا فرمائیں گے۔''

انہوں نے بیان کیا: ''میری عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، تو میں نے ان سے کہا: ''کیا میں آپ کو وہ حدیث نہ بتلاؤں، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی

---

[1] [ترجمہ: ''اے اللہ! بلاشبہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں، کیونکہ یقیناً تمام تعریف آپ ہی کے لیے ہے، کوئی معبود نہیں، مگر آپ بہت عطا فرمانے والے، آسمانوں اور زمین کو بغیر سابقہ نمونہ کے بنانے والے، اے جلال واکرام والے!'']

[2] سنن أبي داود، كتاب الوتر، باب الدعاء، رقم الحديث ۱٤۹۲، ٤/۲٥٤-۲٥٥. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۱/۲۷۹).

[3] [ترجمہ: ''اے اللہ! آپ نے مجھے پیدا فرمایا اور آپ مجھے ہدایت دیتے ہیں۔ اور آپ مجھے کھلاتے ہیں۔ اور آپ مجھے پلاتے ہیں۔ اور آپ مجھے موت دیتے ہیں۔ اور آپ مجھے زندگی عطا فرماتے ہیں۔'']

مرتبہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کئی دفعہ، اور عمر رضی اللہ عنہ سے کئی بار سنی؟“
انہوں نے فرمایا: ”کیوں نہیں؟“
تو میں نے ان کے سامنے یہ حدیث بیان کی، تو وہ فرمانے لگے: ”میرے ماں باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں! یہی کلمات اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے، وہ انہیں سات دفعہ پڑھ کر دعا کرتے، تو وہ جو چیز بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے، وہ انہیں عطا فرما دیتے۔“[1]

۵: [يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ..... الخ] کے ساتھ دعا:

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ:
میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، تو ایک شخص نے دعا کرتے ہوئے کہا:
[يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ! يَا حَيُّ! يَا قَيُّوْمُ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ.][2]
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”کیا تمہیں علم ہے کہ اس نے کس [یعنی کن کلمات] کے ساتھ دعا کی ہے؟
اس ذات کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ تعالیٰ کے اس نام کے ساتھ ان سے دعا کی ہے، کہ جس کے ساتھ ان سے دعا کی جائے، تو وہ قبول فرماتے ہیں۔“[3]

---

[1] منقول از: مجمع الزوائد منبع الفوائد، کتاب الأذکار، باب ما یقول إذا أصبح وإذا أمسی، ۱۰/۱۱۸. حافظ ہیثمی نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے: ”اس کو طبرانی نے [المعجم] الأوسط میں روایت کیا ہے۔ اور اس کی [اسناد حسن] ہے۔“ (المرجع السابق ۱۰/۱۱۸).

[2] [ترجمہ: ”اے آسمانوں کو بغیر سابقہ نمونہ کے بنانے والے! اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اے ساری کائنات کو قائم کرنے رکھنے والے! بلاشبہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔“]

[3] الأدب المفرد، باب الدعاء عند الاستخارۃ، رقم الحدیث ۷۰۶، ص ۲۳۹. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبی داود، ص: ۱۹۱).

۶: بیداری شب کے وقت مخصوص اذکار کے بعد کی دعائیں:

امام بخاری نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص رات کو بیدار ہو اور کہے:

[لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.][1]

پھر کہے: ''اے اللہ! مجھے معاف فرما دیجیے۔ یا [کوئی اور] دعا کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور اگر وہ وضو کرے، تو اس کی نماز قبول کی جاتی ہے۔''[2]

۷: دس دس مرتبہ تکبیر، تسبیح اور تحمید کے بعد کی دعا:

امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: ''مجھے ایسے کلمات سکھلا دیجیے، کہ میں انہیں نماز میں پڑھوں۔''

---

[1] [ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہیں، ان کا کوئی ساجھی نہیں، ساری بادشاہت ان ہی کی ہے، ساری تعریف ان ہی کے لیے ہے، اور وہ ہر چیز پر کمال قدرت رکھتے ہیں۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں، اللہ تعالیٰ بہت بڑے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ [کی توفیق] کے بغیر نہ گناہ چھوڑنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت۔'']

[2] صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب فضل من تعارّ من اللیل فصلّی، رقم الحدیث ۱۱۵۴، ۳/۳۹.

آپ ﷺ نے فرمایا:

''[دس دفعہ [اَللّٰہُ أَکْبَرُ] کہو، دس مرتبہ [سُبْحَانَ اللّٰہِ]کہو، دس بار [اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ] کہو، پھر جو چاہو مانگو، [اللہ تعالیٰ جواب میں] فرماتے ہیں:

''ہاں ہاں[1] ''[2]

۸: تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کے بعد کی دعا:

امام ضیاء مقدسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ ایک بدو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! مجھے خیر [کی کوئی بات] سکھایئے۔''

نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا: ''تم کہوں:

[سُبْحَانَ اللّٰہِ ،وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ، وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ.]

انہوں [حضرت انس رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا: ''بدو نے اپنے ہاتھ پر [انہیں] شمار کیا۔ پھر چلا گیا، [تھوڑی دیر] غور کیا، پھر واپس آیا۔

نبی کریم ﷺ مسکرائے اور ارشاد فرمایا: ''بیچارے نے [کچھ] سوچا ہے۔''

وہ حاضر ہوا اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! [سُبْحَانَ اللّٰہِ ،وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ، وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ] یہ [سب کلمات] تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، میرے لیے کیا ہے؟''

---

[1] یعنی میں نے تیری دعا کو قبول فرمالیا۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

[2] جامع الترمذي، أبواب الوتر، باب ما جاء في صلاة التسبيح، رقم الحديث ٤٨٠، ٤٨٦/٢. امام ترمذی نے اس کے متعلق [حسن غریب] کہا ہے اور شیخ البانی نے اس کی [اسناد کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٤٨٧/٢؛ وصحيح سنن الترمذي ١٤٩/١).

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے بدو! جب تو [سُبْحَانَ اللّٰہِ] کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تو نے سچ کہا۔''

اور جب تو [اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ] کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تو نے سچ کہا۔''

اور جب تو [لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ] کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تو نے سچ کہا۔''

اور جب تو [اَللّٰہُ اَکْبَرُ] کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تو نے سچ کہا۔''

اور جب تو [اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ] [1] کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے [تجھے معاف] کر دیا۔''

اور جب تو [اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِيْ] [2] کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے کر دیا۔''

اور جب تو [اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِيْ] [3] کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے کر دیا۔''

انہوں [حضرت انس رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا: ''بدو نے اپنے ہاتھ پر سات باتیں لگائیں، اور پھر چلا گیا۔''

[1] [ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے معاف فرما دیجیے۔''] [2] [ترجمہ: ''اے اللہ! مجھ پر رحم فرمائیے۔'']

[3] [ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے رزق عطا فرمائیے۔'']

[4] الأحادیث المختارۃ، مسند أنس بن مالک رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۱۶۱۳، ۵/۱۱-۱۲۔ شیخ عبدالملک دہیش نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ہامش الأحادیث المختارۃ ۵/۱۱)۔ اسی معنی کی حدیث امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے روایت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغیب والترہیب ۲/۴۳۱)۔ شیخ البانی نے امام ابن ابی الدنیا کی حدیث کو [حسن لغیرہ] اور امام بیہقی کی حدیث کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۲/۲۳۸و۲۳۹)۔

(۱۴)

متفرق اذکار کے فضائل

۱: سلام کے ساتھ گھر میں داخلے پر اللہ تعالیٰ کا ضامن ہونا:

امام ابوداود نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تین [اقسام کے لوگ] ان سب کے ضامن اللہ تعالیٰ ہیں......اسی حدیث میں ہے......اور گھر میں سلام کہہ کر داخل ہونے والے شخص کے ضامن اللہ عزوجل ہیں۔''[1]

۲: جائے قیام میں ہر چیز کے ضرر سے بچانے والی دعا:

امام مسلم نے حضرت خولہ بنت حکیم سلمیہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''جو شخص کسی جگہ اُترے، پھر [یہ دعا] پڑھے:

[أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.][2]

تو اس کو اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز بھی ضرر نہ پہنچائے گی۔''[3]

---

[1] سنن أبي داود، کتاب الجهاد، باب فضل الغزو في البحر، جزء من رقم الحديث ۲٤۹۰، ۱۲۳/۷۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ۲: ۲۷۳)۔

[2] ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے کامل [التاثیر] کلمات کے ساتھ مخلوق کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں۔''

[3] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب في التعوّذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره، رقم الحديث ٥٤ ـ(۲۷۰۸)، ٤/ ۲۰۸۰ـ ۲۰۸۱۔

۳: گھر داخل ہونے اور کھانے کے وقت ذکر سے شیطان کا دور ہونا:

امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو اور اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے، تو شیطان کہتا ہے: ''تم نے رات بسر کرنے کی جگہ پالی۔''

اور اگر وہ کھانے کے وقت [بھی] اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے، تو وہ کہتا ہے: ''تم نے رات گزارنے کا ٹھکانا اور رات کا کھانا حاصل کرلیا ہے۔''[1]

۴: دورانِ کھانا [بسم اللہ ......] پڑھ کر شیطان کو شرکت سے روکنا:

امام ابن حبان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص کھانے کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بھول جائے، تو یاد آنے پر کہے:

[بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ][2]

تو [اس طرح گویا کہ] وہ اپنے کھانے کی طرف ازسرِ نو متوجہ ہو رہا ہے اور اس میں سے، جو کچھ وہ خبیث لے رہا تھا، وہ اس کو اس سے منع کر دیتا ہے۔''[3]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشرب وأحكامهما، رقم الحديث ۱۰۳ـ(۲۰۱۸)، ۱۵۸۹/۳.

[2] ''[میں شروع کرتا ہوں] اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کے اوّل اور اس کے آخر میں۔''

[3] الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الأطعمة، باب آداب الأكل، ذكر البيان بأن قول المرء [بسم الله في أوّله وآخره] إنما يقول ذلك عند ذكره نسيان التسمية عند ابتداء الطعام، رقم الحديث ۵۲۱۳، ۱۲/۱۲. شیخ ارناؤوط نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش الإحسان ۱۲/۱۲). نیز ملاحظہ ہو: كتاب عمل اليوم والليلة للحافظ ابن السني، باب ما يقول إذا نسي التسمية في أول طعامه، رقم الحديث ۴۵۹، ص۱۶۳.

۵: کھانے کے بعد گناہ معاف کروانے والی دعا:

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے کھانا کھایا اور کہا:

[اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هٰذَا ، وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ][1]

تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے گئے۔''[2]

۶: کھانے پینے کے بعد حمد پر اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا:

امام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر خوش ہوتے ہیں، کہ وہ ایک مرتبہ کھانا کھاتا ہے، تو ان کی حمد کرتا ہے، ایک مرتبہ پیتا ہے، تو ان کی حمد کرتا ہے۔''[3]

---

[1] ترجمہ: ''ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے، جنہوں نے مجھے یہ [کھانا] کھلایا اور مجھے بغیر میری کسی طاقت کے اور بغیر میری کسی قوت کے عطا فرمایا۔''

[2] جامع الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، رقم الحديث ٣٦٨٧، ٢٩٩/٩؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأطعمة، باب ما يقال إذا فرغ من الطعام، رقم الحديث ٣٣٢٨، ٢٣٧/٢. امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ٢٩٩/٩؛ وصحيح سنن الترمذي ١٥٩/٢).

[3] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب استحباب حمد الله تعالىٰ بعد الأكل والشرب، رقم الحديث ٨٩- (٢٧٣٤)، ٢٠٩٥/٤.

۷: فکر و غم کو فارغ البالی میں تبدیل کرنے والے دعا:

امام احمد نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس کسی کو کوئی فکر یا غم لاحق ہو اور وہ کہے:

[اَللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ،نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ ،أَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ ، سَمَّيْتَ بِهٖ فِي نَفْسِكَ ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ ، أَوْ اِسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي ، وَنُوْرَ صَدْرِي، وَجِلَاءَ حُزْنِي ، وَذَهَابَ هَمِّي.][1]

تو اللہ تعالیٰ اس کے فکر اور غم کو دور فرما دیں گے اور ان کی جگہ اس کو فارغ البالی عطا فرما دیں گے۔''[2]

ایک اور روایت میں ہے: ''لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ان کلمات[3] سے محروم تو یقیناً محروم ہے۔''

---

[1] [ترجمہ: ''اے اللہ! بلاشبہ میں آپ کا بندہ ہوں اور آپ کے بندے اور آپ کی کنیز کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ ہی کا حکم میرے بارے میں جاری وساری ہے، آپ کا فیصلہ میرے بارے میں مبنی برانصاف ہے، میں آپ کے ہر اُس نام کے ساتھ، آپ سے سوال کرتا ہوں، جو آپ نے خود اپنے لیے رکھا ہے، یا اپنی مخلوق میں سے کسی ایک کو سکھایا ہے، یا اس کو اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے، یا اس کو آپ نے علم غیب میں اپنے پاس رکھا ہے [میری التجا یہ ہے کہ] قرآن کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور، میرے دُکھوں کا علاج اور میرے فکروں کا تریاق بنا دیجیے۔'']

[2] المسند، رقم الحدیث ۳۷۱۲، ۵/۲۶۶۔۲۲۶۸ شیخ احمد شاکر نے اس کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے اور شیخ البانی نے اس [حدیث کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش المسند ۵/۲۶۶؛ وسلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث ۱۹۸، ۱/۱۷۶۔۱۸۱)

[3] یعنی اس دعا سے۔

آپ ﷺ نے [جواب میں] فرمایا: ''ہاں، انہیں [خود] پڑھو اور [دوسروں کو] سکھلاؤ، کیونکہ جو انہیں اپنے [غم کو] دور کرنے کی غرض سے پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے غم کو دور فرما دیتے ہیں اور اس کی خوشی کو طویل فرما دیتے ہیں۔''[1]

۸: درد کو دُور کرنے والی دو دعائیں:

۱: امام احمد اور امام نسائی نے ابن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ میں صبح کے وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو ایسا درد تھا، کہ اللہ تعالیٰ [ہی] اس کی شدت کو جانتے ہیں۔[2]

پھر میں پچھلے پہر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ شفایاب ہو چکے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ جبریل نے مجھے دم کیا اور میں تندرست ہو گیا۔ اے ابن الصامت! کیا میں تمہیں وہ دم نہ سکھاؤں؟''

میں نے عرض کیا: ''کیوں نہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

[بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ ، مِنْ حَسَدِ كُلِّ حَاسِدٍ وَعَيْنٍ ، بِاسْمِ اللّٰهِ، يَشْفِيْكَ.[3]][4]

---

[1] كتاب عمل اليوم والليلة للحافظ ابن السني، باب ما يقول إذا أصابه هم أو حزن، جزء من رقم الحديث ۳۳۹، ص ۱۲۲ شیخ ابو محمد سلفی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش الكتاب ص ۱۲۲).

[2] یعنی انتہائی شدید درد۔

[3] [ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کو دم کرتا ہوں ہر موذی چیز، ہر حاسد کے حسد اور بُری نظر سے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، وہ آپ کو شفایاب فرمائیں۔'']

[4] المسند، رقم الحديث ۲۲۷۵۹، ۳۷/ ۴۱۹۔۴۲۰؛ والسنن الكبرى، كتاب عمل اليوم والليلة، ذكر ما كان جبريل يعوّذ به النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث ۱۰۷۷۶، ۹/ ۳۶۹. الفاظ حدیث السنن الکبریٰ کے ہیں۔ شیخ شعیب ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس حدیث کو [صحیح لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (هامش المسند ۳۷/ ۴۲۰)

ب: امام ابن ماجہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: "میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مجھے مہلک درد تھا۔[1] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنا دایاں ہاتھ اس [یعنی درد والی جگہ] پر رکھو، اور سات دفعہ کہو:

[بِسْمِ اللّٰهِ ، أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ.][2]

میں نے ایسے ہی کہا، [تو] اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرما دی۔"[3]

۹: پھوڑے ختم کرنے والی دعا:

حافظ ابن سنی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے، تو دریافت فرمایا: "تمہارے پاس ذریرہ[4] ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس [ذریرہ] کو اس [پھوڑے] پر رکھا اور فرمایا: "تم کہو:

---

[1] سنن ابی داود میں ہے: "مجھے ایسا درد تھا، کہ قریب تھا، کہ وہ مجھے ختم [ہی] کردے۔" (سنن أبي داود، كتاب الطب، باب كيف الرقي؟ جزء من رقم الحديث ٣٨٨٥، ١٠/٢٧٣). شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (صحيح سنن أبي داود ٢/٧٣).

[2] [ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، میں اللہ تعالیٰ کی عزت وقدرت کے ساتھ اس شر سے پناہ طلب کرتا ہوں، جس کو میں محسوس کر رہا ہوں۔"]

[3] سنن ابن ماجه، أبواب الطب، باب ما عوّذ به النبي ﷺ و ما عُوِّذ به، رقم الحديث ٣٥٦٧، ٢/٢٨١. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ٢/٢٦٧).

[4] (ذریرہ): باچھ۔ (باچھ کے متعلق تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: "طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور جدید سائنس" ڈاکٹر خالد غزنوی ص ٨٧-٩١).

[اَللّٰهُمَّ مُصَغِّرَ الْكَبِيْرِ وَمُكَبِّرَ الصَّغِيْرِ صَغِّرْ مَا بِيْ.][1]

تو وہ بجھ گیا[2]۔''[3]

۱۰: بیمار کو صحت یاب کروانے والی دعا:

امام ابوداود اور امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص کسی ایسے مریض کی عیادت کرے جس کا وقتِ اجل نہ آ چکا ہو اور سات دفعہ کہے:

[أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ.][4]

تو اللہ تعالیٰ اس مرض سے اس کو عافیت عطا فرما دیتے ہیں۔''[5]

---

[1] [ترجمہ: ''اے اللہ! بڑے کو چھوٹا اور چھوٹے کو بڑا کرنے والے! جو میرے ساتھ [پھوڑا] ہے، اس کو چھوٹا کر دیجیے۔'']

[2] یعنی ختم ہو گیا۔

[3] كتاب عمل اليوم والليلة، باب ما يعوّذ به القوبة والبثرة، رقم الحديث ٦٣٥، ص ٢٢٥. اس کے قریب قریب الفاظ کے ساتھ امام احمد اور امام حاکم نے یہ حدیث روایت کی ہے: (ملاحظہ ہو: المسند، رقم الحديث ٢٣١٤١، ٢١٧/٣٨؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب الطب، ٢٠٧/٤). امام حاکم نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٢٠٧/٤؛ والتلخيص ٢٠٧/٤)؛ حافظ ابن حجر نے بھی اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش الأذكار للإمام النووي للشيخ عبدالقادر الأرناؤوط ص: ١٩٦).

[4] [ترجمہ: ''میں عظمت والے اللہ تعالیٰ جو عرش عظیم کے رب ہیں، سے سوال کرتا ہوں، کہ وہ تمہیں شفا عطا فرما دیں۔'']

[5] سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب الدعاء للمريض عند العيادة، رقم الحديث ٣١٠٤، ٢٥٧/٨؛ وجامع الترمذي، أبواب الطب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما يقول عند عيادة المريض، رقم الحديث ٢١٦٥، ٢١٦/٦. امام ترمذی نے اس کو [حسن] اور شیخ البانی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٢١٦/٦؛ وصحيح سنن أبي داود ٦٠٠/٢؛ وصحيح سنن الترمذي ٢١٠/٢).

١١: شیطانی جھاڑ پھونک سے کفایت کرنے والی دعا:

امام ابوداود نے حضرت عبداللہ کی بیوی زینب کے حوالے سے عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''جھاڑ پھونک، تعویذات اور جادو شرک ہیں۔''

انہوں [زینب رضی اللہ عنہا] نے بیان کیا: ''میں نے کہا: ''آپ ایسے کیوں کہہ رہے ہیں؟ واللہ! شدتِ درد سے میری آنکھ سے پانی بہا کرتا تھا اور میں ایک یہودی کے پاس جایا کرتی تھی۔ وہ جھاڑ پھونک کرتا، تو مجھے سکون ہو جاتا۔''

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ تو شیطانی عمل ہے۔ وہ اپنے ہاتھ سے مارتا اور جب وہ جھاڑ پھونک کرتا، تو وہ [درد] رُک جاتا۔ بلاشبہ تیرے لیے وہ کہنا کافی ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

[أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ! اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.[1]][2]

---

[1] [ترجمہ: ''اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دُور فرما دیجیے! شفا عطا فرمائیے! آپ ہی شفا عطا فرمانے والے ہیں، آپ کی شفا کے سوا کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا [عطا فرمائیے] جو کسی قسم کی بیماری کو نہ چھوڑے۔'']

[2] سنن أبي داود، کتاب الطب، باب في تعليق التمائم، رقم الحديث ٣٨٧٧، ١٠/ ٢٦٢۔ ٢٦٣. شیخ البانی نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٢/ ٧٣٦).
سنن ابن ماجہ میں ہے: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر تم وہ کرو، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، تو وہ تمہارے لیے بہتر ہوگا، اور تمہارے شفایاب ہونے کے زیادہ لائق ہوگا۔ اپنی دونوں آنکھوں میں پانی کے چھینٹے مارو اور کہو: [أَذْهِبِ الْبَاسَ...... الحديث]. (ملاحظہ ہو: سنن ابن ماجه، أبواب الطب، باب تعليق التمائم، جزء من رقم الحديث ٣٥٧٦، ٢/ ٢٨٥). شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ٢/ ٢٦٩).

۱۲: بیماری پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کا ثواب:

امام احمد نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''بلاشبہ جب میں اپنے بندوں میں سے کسی مومن بندے کو ابتلا میں ڈالتا ہوں اور وہ اس ابتلا پر میری حمد کرتا ہے، تو وہ [اپنی بیماری کے] اس بستر سے گناہوں سے اس طرح [پاک ہو کر] اُٹھتا ہے، جس طرح کہ وہ اپنی ماں کے ہاں پیدا ہونے کے دن تھا۔''

اور رب عزوجل فرماتے ہیں: ''میں نے اپنے بندے کو جکڑ رکھا ہے اور میں نے اس کو ابتلا[1] میں ڈالا ہے، تم اس کے لیے اسی طرح [نیکیوں کا تحریر کرنا] جاری رکھو، جیسا کہ اس کی تندرستی کے زمانے میں تھا[2]۔''[3]

۱۳: بینائی کی محرومی پر حمد کرنے کا ثواب:

امام ابن حبان نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ سے نقل فرمایا، کہ انہوں نے ارشاد فرمایا:

''جب میں اپنے بندے کی دونوں آنکھوں کو چھین لوں اور وہ شدت سے ان کو چاہنے والا ہو، تو میں اس کے لیے جنت سے کم ثواب پر راضی نہیں

---

[1] ابتلا سے یہاں مراد بیماری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[2] یہاں نیکیاں تحریر کرنے والے فرشتوں سے خطاب ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

[3] انظر: المسند، رقم الحدیث ۱۷۱۱۸، ۲۸/ ۳۴۰۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کو [صحیح لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش المسند ۲۸/ ۳۴۴)۔

ہوتا، جب کہ وہ ان دونوں [کے چھن جانے] پر میری حمد کرے۔''[1]

١٤: قرض کی ادائیگی کروانے والی تین دعائیں:

١: امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ ایک مکاتب[2] ان کے پاس آیا اور عرض کیا: ''میں حصول آزادی کے لیے طے شدہ رقم ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہوں، اس لیے آپ میرے ساتھ تعاون کیجیے۔''

انہوں نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھا دوں، جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے؟ اگر تمہارے ذمہ جبل صیر[3] کے برابر بھی قرض ہو، تو اللہ تعالیٰ [ان کلمات کی وجہ سے] تمہاری طرف سے ادا کر دے گا۔''

(پھر) فرمایا: ''تم کہو:

[اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ .[4]][5]

---

[1] الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الجنائز، باب ما جاء في الصبر و ثواب الأمراض ، ذكر رجاء دخول الجنة لمن حمد الله تعالىٰ على سلب كريمتيه إذا كان بها ضنيناً، رقم الحديث ٢٩٣٩، ١٩٤/٧. شیخ ارناؤوط نے اس کی [اسناد کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش الإحسان ١٩٤/٧). نیز ملاحظہ ہو کتاب عمل اليوم والليلة لابن السني، ثواب من حمد الله تعالىٰ على ذهاب بصره، رقم الحديث ٦٢٩، ص ٢٢٢، ٢٢٣.

[2] (مکاتب): کچھ مال یا خدمت کے بدلے میں اپنے مالک سے آزادی حاصل کرنے کا معاہدہ کرنے والا غلام۔

[3] (جبل صیر): ایک پہاڑ کا نام۔ (ملاحظہ ہو: النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة "صير"، ٦٦/٣).

[4] ترجمہ: ''اے اللہ! اپنے حلال کے ساتھ اپنی حرام کردہ چیزوں سے میری کفایت فرما دیجئے اور اپنے سوا مجھے ہر شخص سے بے نیاز فرما دیجیے۔''

[5] جامع الترمذي، أحاديث شتى من أبواب الدعوات، باب، رقم الحديث ٣٧٩٨، ١٠/٦-٧. شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ١٨٠/٣).

ب: امام طبرانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''کیا میں تمہیں ایک ایسی دعا نہ سکھلاؤں، کہ اگر تم پر اُحد پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو اور تم اس دعا کے ساتھ فریاد کرو، تو اللہ تعالیٰ اس کی تم سے ادائیگی فرما دیں۔

اے معاذ! تم کہو:

[اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ! تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ، وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ، وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ، وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ، بِيَدِكَ الْخَيْرِ، إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر، رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَرَحِيْمَهُمَا، تُعْطِيْهِمَا مَنْ تَشَاءُ، وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ، اِرْحَمْنِي رَحْمَةً تُغْنِيْنِي بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ[1]][2]

---

[1] [ترجمہ: ''اے اللہ! بادشاہی کے مالک، آپ جس کو چاہیں بادشاہت عطا فرماتے ہیں اور جس سے چاہیں چھین لیتے ہیں، آپ جس کو چاہیں عزت سے نوازتے ہیں اور جس کو چاہیں ذلیل کرتے ہیں۔ تمام خیر آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ آپ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ [اے] دنیا و آخرت کے نہایت مہربان، انتہائی رحم فرمانے والے! آپ جس کو چاہیں وہ دونوں عطا فرماتے ہیں، اور جس سے چاہیں ان دونوں میں سے روک لیتے ہیں۔ مجھ پر ایسی رحمت فرمایئے، کہ اس کے ساتھ آپ مجھے اپنے سوا ہر کسی کی رحمت سے بے نیاز فرما دیں۔'']

[2] منقول از: الترغیب والترھیب، کتاب البیوع وغیرھا، الترغیب في کلمات یقولھن المدیون والمکروب والمأسور، رقم الحدیث ۶۱۴/۲،۳۔ حافظ منذری نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے: ''اس کو طبرانی نے [المعجم الصغیر میں] عمدہ اسناد [کے ساتھ روایت کیا ہے۔'' (المرجع السابق ۶۱۴/۲)۔ حافظ ہیثمی نے اس کے متعلق لکھا ہے: ''اس کو طبرانی نے [المعجم] الصغیر میں روایت کیا ہے اور اس کے روایت کرنے والے [ثقہ] ہیں۔'' (مجمع الزوائد ۱۸۹/۱۰)۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (صحیح الترغیب والترھیب ۳۶۰/۲)۔

ج: امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''فاطمہ رضی اللہ عنہا خادم طلب کرنے کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: ''جو چیز تم مانگنے آئی ہو، وہ تمہیں زیادہ پسند ہے یا اس سے بہتر چیز؟''

انہوں [حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا: ''میرا گمان ہے کہ انہوں نے [یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت] علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔''[1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم کہو:

[اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ ! وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ! وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ! مُنْزِلَ التَّورَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ! فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی! أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ ، اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ، وَأَغْنِنَا عَنِ الْفَقْرِ.[2]][3]

---

[1] سنن ابن ماجہ میں ہے: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ''آپ کہیے: ''نہیں، بلکہ وہ [زیادہ پسند ہے] جو اس سے بہتر ہے۔'' (سنن ابن ماجه، أبواب الدعاء، باب دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم، جزء من رقم الحديث ٣٨٧١/٢٠ ٣٤٢/٢).

[2] [ترجمہ: ''اے اللہ! آسمانوں کے رب! اور عرش عظیم کے رب! [اے] ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! [اے] تورات، انجیل اور قرآن کے نازل فرمانے والے! [اے] دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! میں آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں ہر چیز کے شر سے، کہ آپ اس کی پیشانی کو پکڑنے والے ہیں۔ آپ اوّل ہیں، کہ آپ سے پہلے کوئی چیز نہیں، آپ آخر ہیں، کہ آپ کے بعد کوئی چیز نہیں، آپ ظاہر ہیں، کہ کوئی چیز آپ سے اوپر نہیں، اور آپ باطن ہیں، کوئی چیز آپ سے زیادہ پوشیدہ نہیں۔ ہماری طرف سے قرض ادا فرما دیجیے اور ہمیں فقر سے غنی فرما دیجیے۔'']

[3] جامع الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب، رقم الحديث ٣٧١٢، ٣١٨/٩؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة ⇦ ⇦ ⇦

۱۵: شیطانوں کی آگ بجھانے اور انہیں شکست دینے والی دعا:

امام احمد اور امام ابو یعلیٰ نے ابوالتیاح سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے عبدالرحمٰن بن حنبش تمیمی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، اور وہ سن رسیدہ تھے: ''کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا؟''

انہوں نے فرمایا: ''ہاں۔''

انہوں نے بیان کیا: ''میں نے پوچھا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کو کیا کیا، جب شیطانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کی کوشش کی؟''

انہوں [عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ] نے جواب دیا: ''بلاشبہ شیطان وادیوں اور گھاٹیوں سے اُتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اکٹھے ہوگئے اور ان میں سے ایک شیطان کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا، جس کے ساتھ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو جلا دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: ''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ''آپ کہیے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''میں کیا کہوں؟''

انہوں نے کہا: ''آپ کہیے:

[أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، وَذَرَأَ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا، يَطْرُقُ

⇦⇦⇦ الصحابة، ۳/۱۵۷. الفاظ حدیث المستدرک کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کو [بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے۔ اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳/۱۵۷؛ والتلخیص ۱/۱۵۷). شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذي ۳/۱٦٤).

بِخَيْرٍ يَا رَحْمَانُ!]¹

انہوں نے بیان کیا: ''ان کی آگ بجھ گئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔''²

١٦: عظیم ثمرات والی سونے کے وقت کی دعا:

امام بخاری نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے فلاں! جب تم اپنے بستر پر جاؤ، تو [یہ دعا] کہو:

[اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ ، رَغْبَةً وَّ رَهْبَةً إِلَيْكَ ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ. آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ.]³

---

¹ [ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے کامل [التاثیر] کلمات کے ساتھ پناہ طلب کرتا ہوں، ان کی پیدا کردہ ذی روح اور غیر ذی روح [یعنی ہر چیز] کی شر سے، اور آسمان سے جو نازل ہوتا ہے اس کے شر سے، اور اس میں جو چڑھتا ہے اس کے شر سے، اور رات اور دن کے فتنوں کے شر سے، اور ہر رات کو آنے والے کے شر سے، سوائے اس رات کو آنے والے کے، جو خیر کے ساتھ آتا ہے اے رحمان!'']

² المسند، رقم الحديث ١٥٤٦٠، ٢٤/٢٠٠؛ ومسند أبي يعلى، رقم الحديث ٦٨٤٤، ١٢/ ٢٣٧-٢٣٨. الفاظِ حدیث المسند کے ہیں۔ حافظ منذری نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے: ''اس کو احمد اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کی [اسناد عمدہ اور قابل احتجاج] ہے۔'' (الترغيب والترهيب ٢/٤٥٧)؛ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ٢/٢٦٣).

³ [ترجمہ: ''اے اللہ! میں اپنی جان آپ کے سپرد کردی اور اپنا چہرہ آپ کی جانب موڑ دیا اور اپنا معاملہ آپ کو سونپ دیا۔ آپ کی طرف رغبت کرتے ہوئے اور آپ سے ڈرتے ہوئے میں نے آپ کی پناہ لی۔ آپ کے سوا نہ تو کوئی جائے پناہ ہے اور نہ ہی آپ سے کوئی نجات کا ٹھکانا ہے۔ میں آپ کی نازل کردہ کتاب اور آپ کے مبعوث کردہ رسول پر ایمان لایا ہوں۔'']

پس اگر تم اپنی اسی رات میں فوت ہو گئے، تو فطرت پر مرو گے، اور اگر صبح کو زندہ اُٹھے، تو اجر پاؤ گے۔'' [1]

امام احمد کی روایت میں ہے: ''اس کے لیے جنت میں گھر بنایا گیا۔'' [2]

فطرت پر فوت ہونے سے مراد یہ ہے، کہ وہ دینِ حق ملت ابراہیم علیہ السلام پر فوت ہوا، یا اس سے مراد یہ ہے، کہ وہ دین اسلام پر فوت ہوا۔ [3]

اور صبح کو خیر پانے سے مراد مال میں خیر اور نیک اعمال میں اضافہ ہے۔ [4]

۱۷: تمام گناہ معاف کروانے والی سونے کے وقت کی دعا:

امام ابن حبان اور امام ابن سنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص بستر پر آنے کے وقت کہے:

[لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ.] [5]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ: (أنزله بعلمه والملائكة يشهدون)، رقم الحديث ٧٤٨٨، ١٣/٤٦٢.

[2] منقول از: فتح الباري ١١/١١٢.

[3] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١١/١١٢.

[4] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١١/١١٢.

[5] [ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں، ان ہی کے لیے بادشاہت ہے اور ان ہی کے لیے تمام تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی استطاعت، مگر اللہ تعالیٰ [کی توفیق] کے ساتھ۔ [ہر عیب سے] پاک ہیں اللہ تعالیٰ، تمام تعریف ان کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے ہیں۔'']

''اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو یا خطاؤں [مسعر[1] کو شک ہوا، کہ دونوں میں سے کون سا لفظ تھا] کو معاف فرما دیتے ہیں، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''[2]

۱۸: دورانِ نیند خوف کو دور کرنے والی دعا:

امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی ایک نیند میں خوف زدہ ہو، تو اس کو چاہیے، کہ وہ کہے:

[أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ ، وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ.][3]

تو پھر وہ [یعنی شیطانوں کے وسوسے اور شرارتیں] اس کو ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔''[4]

---

[1] حدیث شریف کا ایک راوی۔

[2] الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الزينة والتطيب ، باب آداب النوم، ذكر الشيء الذي يغفر الله ذنوب قائله إذا أوى إلى فراشه، رقم الحديث ۵۵۲۸، ۱۲/ ۳۸؛ وكتاب عمل اليوم والليلة، باب ما يقول إذا أخذ مضجعه ، رقم الحديث ۷۲۲، ص ۲۵۲. حافظ ابن حجر نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: نتائج الافکار ۱/ ۹۶)۔

[3] [ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے کامل [التاثیر] کلمات کے ساتھ پناہ طلب کرتا ہوں ان کے غضب، ان کی سزا، ان کے بندوں کے شر، شیطانوں کے وسوسے ڈالنے، اور اس بات سے، کہ وہ میرے پاس آئیں (مجھے بہکانے کے لیے)۔'']

[4] جامع الترمذي ،أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب، جزء من رقم الحديث ۳۷۵۴، ۹/ ۳۵۵۔۳۵۶. امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۹/ ۳۵۶م وصحيح سنن الترمذي ۳/ ۱۷۱)۔

۱۹: بُرے خواب کے شر سے بچاؤ کے لیے ذکر اور دیگر تدبیریں:

امام مسلم نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں ایسے خواب دیکھا کرتا تھا، جو مجھے بیمار کر دیتے۔''

انہوں نے بیان کیا: ''میں نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی [اور اپنا ماجرا انہیں سنایا]، تو وہ فرمانے لگے: ''میں [بھی] ایسے خواب دیکھا کرتا تھا، جو مجھے بیمار کر دیتے، یہاں تک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، پس جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے، تو وہ صرف اپنے کسی پسندیدہ شخص ہی سے بیان کرے۔
اگر تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے، تو:

❀ تین دفعہ اپنی بائیں طرف تھوکے،
❀ تین مرتبہ شیطان اور اس خواب کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے،
❀ اور اس خواب کا کسی سے بھی ذکر نہ کرے،

تو یقیناً وہ خواب اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔''[1]

۲۰: باوضو ذکر کرتے ہوئے سونے پر بوقت بیداری ہر دعا قبول:

حضرات ائمہ احمد، ابوداود اور نسائی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ذکر کرتے ہوئے حالت طہارت میں سونے والا مسلمان رات کو بیدار ہونے پر دنیا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الرؤیا، باب في كون الرؤيا من الله، وأنها جزء من النبوة، رقم الحديث ٤-(٢٢١١)، ١٧٧٢/٤.

وآخرت کی جو بھلائی بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے، وہ اس کو عطا فرما دیتے ہیں۔''[1]

۲۱: نومولود کو ضررِ شیطان سے بچانے والی دعا:

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلاشبہ اگر تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ کے پاس آتے وقت کہے:

[بِسْمِ اللّٰهِ ،اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا.][2]

اور انہیں بچہ دیے جانے کا فیصلہ [ربانی] کیا گیا ہو، تو وہ [شیطان] اس کو ضرر نہ پہنچا سکے گا۔''[3]

۲۲: بیت الخلاء میں جنوں سے حجاب کے لیے ذکر:

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] المسند، رقم الحديث ۲۲۰۴۸، ۳۶/۳۷۳؛ وسنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في النوم على طهارة، رقم الحديث ۵۰۳۲، ۱۳/۲۶۲-۲۶۳؛ والسنن الكبرى، كتاب عمل اليوم والليلة، ثواب من أوى طاهراً إلى فراشه يذكر الله تعالىٰ حتى تغلبه عيناه، رقم الحديث ۱۰۵۷۴، ۹/۲۹۷. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۳/۹۵۱).

[2] [ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا، اور شیطان کو اس [بچہ] سے دور رکھیے، جو آپ ہمیں عنایت فرمائیں گے۔'']

[3] صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب التسمية على كل حال، وعند الوقاع، رقم الحديث ۱۴۱، ۱/۲۴۲.

''جنوں کی آنکھوں اور انسانوں کی شرم گاہوں کے درمیان ستر[1] یہ ہے،

کہ جب تم میں سے کوئی ایک بیت الخلاء میں داخل ہو، تو:

[بِسْمِ اللّٰهِ][2]

کہے۔[3]

۲۳: لباس پہنتے وقت گناہ معاف کروانے والی دعا:

امام ابوداود اور امام حاکم نے حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص لباس پہنے اور کہے:

[اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِيْ هٰذَا ، وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ][4]

تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''[5]

---

[1] یعنی رکاوٹ یہ ہے۔

[2] [ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ۔'']

[3] صحیح سنن الترمذي ، باب ما ذُكِر من التسمية في دخول الخلاء، رقم الحديث ٤٩٦-٦١١، ١/ ١٨٨؛ وسنن ابن ماجه ، أبواب الطهارة و سننها ، باب ما يقول إذا دخل الخلاء ، رقم الحديث ٢٩٦، ١/ ٥٩-٦٠. شیخ البانی نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ١/ ١٨٨؛ وصحيح سنن ابن ماجه ١/ ٥٤).

[4] [ترجمہ: ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جنہوں نے مجھے یہ پہنایا اور مجھے یہ میری ہمت اور طاقت کے بغیر عطا فرمایا۔'']

[5] سنن أبي داود، كتاب اللباس، جزء من رقم الحديث ٤٠١٦، ١١/ ٤٥؛ والمستدرك على الصحيحين ، كتاب اللباس ٤/ ١٩٢-١٩٣. امام حاکم نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٤/ ١٩٣؛ وصحيح سنن أبي داود ٢/ ٧٦٠).

۲۴: گھر سے نکلنے کی عظیم برکات والی دعا:

امام ابوداود نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب آدمی اپنے گھر سے نکلے اور کہے:

[بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.][1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''[تو] اس وقت کہا جاتا ہے: ''تجھے ہدایت دی گئی[2]، تو کفایت کیا گیا،[3] اور تو بچایا گیا۔''

شیطان اس سے دور ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرا شیطان کہتا ہے: ''تو ایسے شخص کو کیسے گمراہ کر سکتا ہے، جو بلاشبہ ہدایت دیا گیا، کفایت کیا گیا اور بچایا گیا؟''[4]

۲۵: جانے والے کو اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں دینے والی دعا:

امام احمد نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''جب کوئی سفر کا ارادہ کرنے والا شخص میرے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آتا، تو وہ اس کو فرماتے:

---

[1] ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا۔ نہ گناہ سے بچنے کی ہمت ہے اور نہ نیکی کرنے کی طاقت، مگر اللہ تعالیٰ [کی توفیق] کے ساتھ۔''

[2] راہِ حق کی طرف۔ [3] اپنے غموں سے۔

[4] سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا خرج من بيته، رقم الحديث ٥٠٨٤، ١٣/ ٢٩٧. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٣/ ٩٥٩).

''قریب ہو جاؤ، تاکہ میں بھی تمہیں اسی طرح الوداع کروں، جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں الوداع فرمایا کرتے تھے، پھر وہ فرماتے:

[أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ ، وَأَمَانَتَكَ ، وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكَ.[1]][2]

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بلاشبہ لقمان حکیم کہا کرتے تھے: ''یقیناً جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں دی جاتی ہے، تو وہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔''[3]

۲۶: توجہ سے ذکر الٰہی میں مشغول سوار کے ساتھ فرشتہ کی رفاقت:

امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کوئی سوار اپنے سفر میں یک سوئی سے ذکر الٰہی میں مشغول نہیں ہوتا، مگر اس کے پیچھے فرشتہ ہوتا ہے، اور کوئی شخص شعر وغیرہ میں محو نہیں ہوتا، مگر اس کے پیچھے شیطان ہوتا ہے۔''[4]

---

[1] ترجمہ: ''میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور تمہارے آخری اعمال کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔''

[2] المسند ، رقم الحديث ٤٥٢٤، ١١٩/٨. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ١١٩/٨).

[3] المسند ، رقم الحديث ٥٦٠٥، ٤٣٠/٩. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٤٣٠/٩).

[4] منقول از: مجمع الزوائد ، كتاب الأذكار ، باب ما يقول إذا ركب دابة ، ١٣٤/١٠. حافظ ہیثمی نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے: ''اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی [اسناد حسن] ہے۔'' (المرجع السابق ١٣٤/١٠).

۲۷: سواری کے ٹھوکر کھانے پر [بِسْمِ اللّٰہِ] پڑھنے سے شیطان کی تذلیل:

امام ابوداود نے ایک شخص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو ٹھوکر لگی، تو میں نے کہا: ''شیطان ہلاک ہو۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایسے نہ کہو: ''شیطان برباد ہو۔'' کیونکہ جب تم نے یہ کہا، تو شیطان اپنے زعم میں گھر کے بقدر بڑا ہوگیا، اور کہنے لگا: ''میری طاقت کے ساتھ (ایسا ہوا ہے)''

اس کی بجائے کہو: ''بِسْمِ اللّٰہِ''

کیونکہ جب تم یہ کہتے ہو، تو شیطان چھوٹا ہوتا ہے، یہاں تک کہ مکھی کے برابر ہو جاتا ہے۔''[1]

۲۸: تاحیات آفت سے محفوظ کرنے والی دعا:

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کسی مبتلائے مصیبت شخص[2] کو دیکھ کر کہے:

[اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا.][3]

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب، رقم الحديث ۲۲۳/۱۳،۴۹۷۲۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۹۴۱/۳).

[2] مصیبت کا تعلق خواہ انسانی جسم سے ہو یا دین سے۔ (ملاحظہ ہو: تحفة الأحوذي ۲۷۵/۹).

[3] [ترجمہ: ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے، جنہوں نے مجھے اس چیز سے عافیت دی، جس میں ⇐⇐⇐

تو اس کو زندگی بھر کے لیے اس مصیبت سے، خواہ وہ کسی نوعیت کی ہو، عافیت دی جاتی ہے۔''[1]

نوٹ: امام ترمذی نے ابوجعفر محمد بن علی رحمہما اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا، کہ مبتلائے مصیبت کو دیکھ کر یہ دعا اپنے دل میں پڑھے اور اس کو نہ سنائے۔[2]

۲۹: فضائلِ سلام:

ا: سلام پھیلانا حصولِ ایمان کا ذریعہ:

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ایمان لائے بغیر جنت میں داخل نہ ہوگے، اور تم ایمان والے نہ ہوگے، جب تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں، جس کے ذریعہ سے تم باہمی محبت کرو؟ تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔''[3]

⇦⇦⇦ تجھے مبتلا کیا ہے اور مجھے اپنی مخلوق میں سے کثیر تعداد پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔''[

[1] جامع الترمذي،أبواب الدعوات عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء ما يقول إذا رأى مبتلى، رقم الحديث ٣٦٥٦، ٢٧٥/٩؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الدعاء، باب ما يدعو به الرجل إذا نظر إلى أهل البلاء، رقم الحديث ٣٨٩٢، ٣٥٤/٢. شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ١٥٣/٣؛ وصحيح سنن ابن ماجه ٣٣٧/٢).

[2] جامع الترمذي ٣٧٥/٩.

[3] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون، وأن محبة المؤمنين من الإيمان، وأن إفشاء السلام سبب لحصولها، رقم الحديث ٩٣-(٥٤)، ٧٤/١.

ب: سلام میں پہل کرنا تقرب الٰہی کا ذریعہ:

امام ابوداود نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بلاشبہ لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ مقرب وہ ہے، جس نے سلام کہنے میں پہل کی۔''[1]

ج: سلام کے بدلے میں نیکیاں:

امام ابوداود اور امام ترمذی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں بیان کیا، کہ: ''ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ.''[2]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس [کے سلام] کا جواب دیا۔ پھر وہ بیٹھ گیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دس [نیکیاں]۔''

پھر ایک اور شخص حاضر ہوا، تو اس نے کہا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ''[3]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس [کے سلام] کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیس [نیکیاں]۔''

پھر ایک اور شخص حاضر ہوا، تو اس نے کہا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه.[4]

---

[1] سنن أبي داود، أبواب السلام، باب في فضل من بدأ بالسلام، رقم الحديث ٥١٨٦، ١٤/ ٧٠. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ٩٧٦/٣).

[2] [ترجمہ ''آپ پر سلام ہو۔'']

[3] [ترجمہ: ''آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت۔'']

[4] [ترجمہ: ''آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ان کی برکتیں۔'']

آپ ﷺ نے اس [کے سلام] کا جواب دیا۔ وہ بیٹھ گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیس [نیکیاں]۔''[1]

د: مغفرت اور دخولِ جنت کو واجب کرنے والے اعمال میں سے سلام کا پھیلانا:

امام طبرانی نے حضرت ہانی بن یزید ابوشریح رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! مجھے جنت میں داخل کروانے والا عمل بتلایئے۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''مغفرت کو واجب کرنے والے اعمال میں سے سلام کا پھیلانا اور اچھی گفتگو ہے۔''[2]

ہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صرف سلام کی خاطر بازار جانا:

امام مالک نے طفیل بن اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ وہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوتے، تو وہ انہیں لے کر بازار تشریف لے جاتے۔

انہوں نے بیان کیا: ''پس ہم جب بازار جاتے، تو عبداللہ رضی اللہ عنہ جس کسی کے پاس سے بھی گزرتے، معمولی چیزیں فروخت کرنے والا، تاجر، مسکین، غرضیکہ کوئی شخص بھی ہوتا، اس کو سلام کہتے۔

---

[1] سنن أبي داود ، أبواب السلام، باب كيف السلام ، رقم الحديث ٥١٨٤، ١٤/٦٩؛ وجامع الترمذي ، أبواب الاستيذان والآداب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب ما ذُكر في فضل السلام ، رقم الحديث ٢٨٢٩، ٧/٣٨٤-٣٨٥. الفاظِ حدیث سنن ابي داود کے ہیں۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٩٧٦/٣؛ وصحيح سنن الترمذي ٣٤٤/٢).

[2] مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، كتاب الأدب ، باب ما جاء في السلام و إفشائه ، ٢٩/٨. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الجامع الصغير وزيادته ، ٤٤٤/١؛ و سلسلة الأحاديث الصحيحة ، رقم الحديث ١٠٣٥، ٢٩/٣-٣٠ .) نیز ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ٢٩/٨، و فيض القدير للعلامة المناوي ٥٤٢/٢.

طُفیل نے بیان کیا: ''میں ایک دن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے مجھے اپنے ہمراہ بازار چلنے کو کہا۔ میں نے ان سے عرض کیا: ''آپ بازار [تشریف لے جا کر] کیا کریں گے، کیونکہ آپ نہ تو بیچنے والوں کے پاس رُکتے ہیں، نہ چیزوں کے بارے میں پوچھتے ہیں اور نہ ان کا بھاؤ کرتے ہیں اور نہ ہی بازار کی مجالس میں بیٹھتے ہیں۔''؟

انہوں نے [مزید] عرض کیا: ''میں درخواست کرتا ہوں، کہ ہمارے ساتھ یہاں تشریف رکھیے، کہ [کچھ] گفتگو کرتے ہیں۔''

انہوں نے بیان کیا: ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھ سے فرمانے لگے: ''اے پیٹ والے! ......اور طفیل [بڑے] پیٹ والے تھے...... بلاشبہ ہم تو سلام کے لیے جاتے ہیں، کہ جس سے بھی ملاقات ہو، اس کو سلام کہیں۔''[1]

۳۰: بازار میں داخل ہونے کی عظیم برکتوں والی دعا:

امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت [یہ دعا] پڑھے:

[لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ ، وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.][2]

---

[1] الموطأ، كتاب السلام، باب جامع السلام، رقم الرواية ٦، ٢/٩٦١-٩٦٢. امام نووی نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: رياض الصالحين ص ٣٧٤).

[2] [ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں، ساری بادشاہت ان ہی کی ہے، تمام تعریف ان ہی کے لیے ہے، وہ زندگی عطا فرماتے ہیں اور موت دیتے ہیں، اور وہ ⇦ ⇦ ⇦

تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں تحریر فرماتے ہیں، اس کی دس لاکھ برائیوں کو مٹا دیتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر فرما دیتے ہیں۔''[1]

اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں تحریر فرماتے ہیں، دس لاکھ گناہوں کو مٹا دیتے ہیں اور اس کے دس لاکھ درجات کو بلند فرما دیتے ہیں۔''[2]

ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے بیان کیا:[3] میں خراسان آیا، تو قتیبہ بن مسلم کے ہاں پہنچا اور ان سے کہا: ''میں آپ کے پاس ایک تحفہ لے کر آیا ہوں۔''

پھر میں نے انہیں یہ حدیث سنائی۔

(تو اس کے بعد) وہ اپنی سواری پر سوار ہو کر بازار کے دروازے پر پہنچ کر یہ دعا پڑھا کرتے، اور پھر (وہیں سے) واپس پلٹ جاتے۔''[4]

۳۱: غصے کو ختم کرنے والا ذکر:

امام ابوداود نے حضرت سلیمان بن صُرَد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے

⇐⇐⇐ [ہمیشہ ہمیشہ] زندہ ہیں، ان پر موت طاری نہیں ہوتی، تمام خیر ان ہی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتے ہیں۔''

[1] سنن ابن ماجه، أبواب التجارات، الأسواق و دخولها، رقم الحديث ۲۲۲۵، ۲/۲۲. شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ۲/۲۱).

[2] جامع الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما يقول إذا دخل السوق، جزء من رقم الحديث ۳۶۵۲، ۹/۲۷۲-۲۷۳. شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ۳/۱۵۲).

[3] یعنی محمد بن واسع نے بیان کیا، کہ وہ خراسان سے مدینہ طیبہ تشریف لائے، تو انہوں نے سالم بن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث سنی، پھر خراسان واپس لوٹے، تو امیرِ خراسان قتیبہ بن مسلم کو یہ حدیث سنائی۔

[4] التلخيص بذيل المستدرك على الصحيحين ۱/۵۳۸.

بیان کیا: ''نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمیوں کا جھگڑا ہوا۔ ان میں سے ایک کی آنکھیں سرخ اور گردن کی رگیں پھولنا شروع ہوئیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بلاشبہ میں ایک ایسا کلمہ [یعنی ذکر] جانتا ہوں، کہ اگر یہ اس کو پڑھے، تو اس کا غصہ ختم ہو جائے:

[أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.[1]][2]

۳۲: مجلس کے گناہ معاف کروانے والی دعا:

امام احمد اور امام طبری نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کسی مجلس میں ہو، اور اُٹھنے کا ارادہ کرتے وقت یہ [دعا] پڑھے:

[سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ، أَسْتَغْفِرُكَ ، وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ .][3]

تو اس مجلس میں جو کچھ [گناہ] ہوئے، وہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''[4]

---

[1] [ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں شیطان مردود سے۔'']

[2] سنن أبي داود ، كتاب الأدب ، باب ما يقال عند الغضب ، جزء من رقم الحديث ٤٧٧١ ، ٩٧/١. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٩٠٨/٣).

[3] [ترجمہ: ''اے اللہ! آپ پاک ہیں اپنی تعریف کے ساتھ۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں آپ سے معافی مانگتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔'']

[4] المسند، رقم الحديث ١٥٧٢٩، ٢٤/ ٥٠٤. حافظ ہیثمی نے اس کے بارے میں تحریر کیا ہے: ''اس کو احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور دونوں کے روایت کرنے والے [الصحیح] کے روایت کرنے والے ہیں۔'' (مجمع الزوائد ۱۰/۱۴۱) نیز ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في كفارة المجلس، رقم الحديث ٤٠٦٨ـ ٤٨٥٩، ٩٢١/٣؛ وهامش المسند ٢٤/ ٥٠٤ـ ٥٠٥.

۴۳: مصیبت زدہ کو کھوئی ہوئی چیز سے بہتر چیز دلوانے والی دعا:

امام مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''کسی بھی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ وہی کہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے:

[إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ. اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا.][1]

تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر بدلہ عطا فرماتے ہیں۔''

انہوں نے بیان کیا: ''جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو میں نے کہا: ''مسلمانوں میں سے کون ابوسلمہ سے بہتر ہے؟ پہلا گھرانہ[2] جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی، پھر میں نے وہ [دعا] پڑھی، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بہترین بدل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما دیے۔''[3]

۴۴: بیٹے کی وفات پر حمد اور [إِنَّا لِلّٰهِ.....] پڑھنے کا عظیم صلہ:

امام ترمذی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب بندے کا بیٹا فوت ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے

---

[1] [ترجمہ: ''بلاشبہ ہم اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم ان ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرمائیے اور مجھے اس کے بدلے میں اس سے بہتر عطا فرمائیے۔'']

[2] یعنی ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اس گھرانے کے سربراہ تھے۔

[3] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما يقال عند المصيبة، رقم الحديث ٣-(٩١٨)، ٦٣١/٧-٦٣٢.

ہیں: ''تم نے میرے بندے کا بیٹا قبض کیا ہے؟''

تو وہ عرض کرتے ہیں: ''جی ہاں۔''

تو وہ فرماتے ہیں: ''تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا ہے؟''

وہ عرض کرتے ہیں: ''جی ہاں۔''

وہ پوچھتے ہیں: ''میرے بندے نے کیا کہا؟''

وہ عرض کرتے ہیں: ''اس نے آپ کی حمد کی اور [إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن] پڑھا۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو اور اس کا نام [بیت الحمد[1]] رکھو۔''[2]

۳۵: شرک دُور کرنے والی دعا:

امام بخاری نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوبکر! بلاشبہ تم [یعنی لوگوں] میں شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ مخفی ہے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''کیا شرک یہی نہیں، کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی

---

[1] یعنی تعریف کا گھر۔

[2] جامع الترمذي، أبواب الجنائز عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب فضل المصيبة إذا احتسب، رقم الحديث ۱۰۲۶، ۴/۸۷. امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۴/۸۷؛ وصحيح سنن الترمذي ۱/۲۹۹؛ وسلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث ۱۴۰۸، ۳/۳۹۸-۳۹۹)۔ نیز ملاحظہ ہو: كتاب عمل اليوم والليلة للحافظ ابن السني، باب ما يقول إذا أصيب بولده، رقم الحديث ۵۸۱، ص ۲۰۶.

اور معبود ٹھہرائے؟''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ مخفی ہے۔ کیا میں تجھے وہ چیز نہ بتلاؤں، کہ جب تم وہ کہو، تو تم سے اس کا تھوڑا، زیادہ [یعنی سارے کا سارا شرک] چلا جائے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم کہو:

[اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ،وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ.[1]][2]

۳۶: دعا کرنے والے کو نفع پہنچانے والی دعا:

امام بخاری نے حضرت شکل بن حُمید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! مجھے [ایسی] دعا سکھلایئے، کہ میں اس سے نفع پاؤں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کہو:

[اَللّٰهُمَّ عَافِنِي مِنْ شَرِّ سَمْعِي ، وَبَصَرِي ، وَلِسَانِي ، وَقَلْبِي ، وَشَرِّ مَنِيِّي[3]][4][5]

---

[1] [ترجمہ: ''اے اللہ! بلاشبہ میں آپ سے پناہ طلب کرتا ہوں، کہ دانستہ طور پر آپ کے ساتھ شرک کروں اور میں آپ سے اس کی معافی طلب کرتا ہوں، جو میں نہیں جانتا۔'']

[2] الأدب المفرد، باب فضل الدعاء، رقم الحدیث ۷۱۶، ص ۲۴۲. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الأدب المفرد ص: ۱۹۳).

[3] [ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے میرے کان، میری آنکھ، میری زبان اور میرے دل کی شر، اور میری ⇦⇦⇦

۳۷: پڑھنے والے کے ہاتھوں کو خیر سے بھرنے والی دعا:

امام ابوداود نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''میں قرآن سے کچھ بھی لینے [یعنی پڑھنے] کی استطاعت نہیں رکھتا۔ مجھے کوئی ایسی چیز سکھلایئے، جو مجھے [قرآن کریم کے پڑھنے سے] کفایت کر جائے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہو:

[سُبْحَانَ اللّٰہِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ ، وَاللّٰہُ أَکْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِيِّ الْعَظِیْمِ.][1]

اس نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! یہ [کلمات] تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، میرے لیے کیا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کہو:

[اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِيْ، وَارْزُقْنِيْ ، وَعَافِنِيْ ، وَاھْدِنِيْ.][2]

''جب وہ کھڑا ہوا، تو اس نے اپنے ہاتھ [یا دونوں ہاتھوں] سے اشارہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے اپنے ہاتھ [یا دونوں ہاتھوں

⇦⇦⇦ منی کی شر سے عافیت عطا فرمایئے۔'']

[4] منی کی شر سے مراد زنا اور بے حیائی ہے۔ (ملاحظہ ہو: الأدب المفرد، باب دعوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۲۲۶).

[5] المرجع السابق، رقم الحدیث ۶۶۳، ص: ۲۲۶. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الأدب المفرد، ص: ۱۷۹).

[1] [ترجمہ: ''[ہر عیب سے] پاک ہیں اللہ تعالیٰ، تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، کوئی معبود نہیں، مگر اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ بہت بڑے ہیں، گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی استطاعت، مگر اللہ تعالیٰ بلند و بالا، بہت عظمت والے [کی توفیق] کے ساتھ۔'']

[2] [ترجمہ: ''اے اللہ! مجھ پر رحم فرمایئے، مجھے رزق دیجیے، مجھے عافیت دیجیے اور مجھے ہدایت عطا فرمایئے۔'']

کو] خیر سے بھر لیا ہے۔"[1]

۳۸: دنیا و آخرت کی بھلائیوں کو سمیٹنے والی دعا:

امام مسلم نے ابو مالک سے اور انہوں نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جب کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر [یہ] سوال کیا: "یا رسول اللہ! جب میں اپنے رب سے سوال کروں، تو کیا کہوں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے [جواب میں] فرمایا: "تم کہو:

[اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ.][3]

اور [ساتھ ہی] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے کے علاوہ باقی انگلیوں کو اکٹھے کرتے ہوئے فرمایا: "بلاشبہ یہ [کلمات] تمہارے لیے تمہاری دنیا اور آخرت [کی بھلائیوں] کو سمیٹے ہوئے ہیں۔"[4]

۳۹: جنت کی اپنے طالب اور جہنم کی اپنے سے پناہ مانگنے والے کے لیے شفاعت:

امام نسائی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما يجزئ الأمي والأعجمي من القراءة، رقم الحديث ۸۲۷، ۴۲/۳-۴۳. حافظ ابن حجر اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: نتائج الأفكار ۶۷/۱؛ و صحيح سنن أبي داود ۱۵۱/۱).

[3] [ترجمہ: "اے اللہ! مجھے معاف فرما دیجیے، مجھ پر رحم فرمائیے، مجھے عافیت سے نوازیے اور مجھے رزق عطا فرمائیے۔"]

[4] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، رقم الحديث ۳۲-(۲۶۹۶)، ۲۰۷۳/۴.

بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرے، تو جنت کہتی ہے:

''اے اللہ! اس کو جنت میں داخل فرمایئے۔''

اور جو شخص تین دفعہ [اللہ تعالیٰ سے] دوزخ سے پناہ مانگے، تو دوزخ کہتی ہے: ''اے اللہ اس کو دوزخ سے پناہ دیجیے۔''[1]

۴۰: ابتلا سے بچانے والی دعا:

امام احمد اور امام ابن حبان نے حضرت بسر بن ارطاۃ قرشی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو [یہ] دعا پڑھتے ہوئے سنا:

[اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا ، وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ.][2]

اور امام طبرانی کی روایت میں راوی نے یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے: ''اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص کی یہ دعا ہوئی وہ آزمائش کے آنے سے پہلے فوت ہو جائے گا۔''[3]

---

[1] سنن النسائي، كتاب الاستعاذة، الاستعاذة من حر النار، ۲۷۹/۸۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن النسائي ۱۱۲۱/۳)۔

[2] [ترجمہ: ''اے اللہ! تمام معاملات میں ہمارا انجام اچھا فرمایئے اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچایئے۔'']

[3] منقول از: مجمع الزوائد، كتاب الأدعية، باب الأدعية المأثورة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا بها وعلمها، ۱۸۱/۱۰۔ حافظ ہیثمی اس کے متعلق تحریر کرتے ہیں: ''احمد اور طبرانی کی ایک سند کے روایت کرنے والے ثقہ ہیں۔'' (المرجع السابق ۱۸۱/۱۰)۔

تنبیہات

اس مقام پر معزز قارئین کی توجہ درج ذیل تین باتوں کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں:

(۱)

اذکارِ نافعہ کے ساتھ مقدور بھر کوشش کرنا

اذکار کے گزشتہ صفحات میں بیان کردہ فوائد وثمرات سے کوئی یہ نہ سمجھے، کہ وہ دینی و دنیاوی اچھے مقاصد کے حصول کے لیے صرف انہی پر اکتفا کرے اور عملی جدوجہد سے الگ تھلگ رہے۔ ایسی سوچ نبی کریم ﷺ کے اسوۂ مبارکہ کے یکسر منافی ہے۔ آپ ﷺ ہر حالت میں ذکر کرنے والے تھے، لیکن اسی پر اکتفا نہ فرماتے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ منافع کے حصول اور مفاسد سے بچاؤ کی خاطر سعی اور کوشش فرماتے اور اسی بات کی تلقین اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرماتے۔

اس بات کو سمجھنے کے لیے اہل عقل ودانش کے لیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ایک حدیث ہی بہت کافی ہے۔ امام مسلم نے ان سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے لیے نفع والی چیز کی حرص کرو [یعنی اس کے حصول کی شدید رغبت رکھو]، اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور [جدوجہد میں] سستی نہ کرو۔ اور اگر

تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو [یہ] نہ کہو: ''اگر میں ایسے کرتا، تو ایسے ایسے ہوتا ''بلکہ [یہ] کہو: ''تقدیرِ الٰہی ہے اور انہوں نے جو چاہا، کیا۔'' کیونکہ [اگر] شیطان کی کاروائی کے لیے راہ کھول دیتا ہے۔''[1]

علامہ قرطبی نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے: ''دین و دنیا کی مفید چیزیں، جن سے تم اپنے دین، اہل و عیال اور اعلیٰ اخلاق کو بچا سکو، ان کے لیے شدید رغبت رکھو اور ان کے حصول کے لیے جد و جہد کرو۔ ان کی جستجو میں کوتاہی نہ کرو اور تقدیر کا بہانہ بنا کر ان کے بارے میں سستی نہ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو، کہ اس کوتاہی اور تقصیر کے سبب تم شریعت اور عرف کی نگاہ میں نشانۂ ملامت بن جاؤ۔ تا حد استطاعت سعی اور کوشش اور شدید ترین رغبت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے، ان پر توکل کرنے اور سب معاملات میں ان کی طرف رجوع کرنے سے مفر نہیں۔ جو شخص ان دونوں پہلوؤں کو اختیار کرتا ہے وہ دنیا و آخرت کی خیر حاصل کر لیتا ہے۔''[2]

(۲)

فوائدِ اذکار کی راہ میں رکاوٹوں کو دور کرنا

ہمارے نبی کریم ﷺ کے بیان کردہ فوائدِ اذکار قطعی، حتمی اور یقینی ہیں، البتہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اپنی ہی پیدا کردہ رکاوٹوں کے سبب ان کی خیر و برکت سے محروم رہتی ہے۔ ذیل میں توفیقِ الٰہی سے ایسی ہی چھ رکاوٹیں بیان کی جا رہی ہیں:

ا: بے توجہگی اور غفلت سے ذکر کرنا

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا،

---

[1] صحيح مسلم، كتاب القدر، باب في الأمربالقوة وترك العجز والاستعانة بالله وتفويض المقادير لله، جزء من رقم الحديث ٣٤- (٢٦٦٦)، ٢٠٥٢/٤.

[2] المفهم ٦٨٢/٦-٦٨٣.

کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا کرو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور غیر متوجہ دل کی دعا کو قبول نہیں فرماتے۔''[۱]

ب: حرام کمائی

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاکیزہ کے علاوہ کچھ قبول نہیں فرماتے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اسی بات کا حکم دیا ہے، جس کا حکم رسولوں کو دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (ترجمہ: ''اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ یقیناً میں تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہوں۔)[۲] اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (ترجمہ: ''اے ایمان والو! ہماری عطا کردہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔)[۳] پھر آپ ﷺ نے طویل سفر کرنے والے شخص کا ذکر فرمایا، جس کے بال پراگندہ اور [چہرہ] غبار آلود ہو اور وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرکے یا رب! یا رب! پکار رہا ہو [لیکن] اس کا کھانا حرام [کی کمائی سے] ہو، پینا حرام ہو، اس کی پرورش حرام سے ہو، تو اس کی فریاد کیسے پوری ہو سکتی ہے؟''[۴]

ج: گناہ کی دعا

د: قطع رحمی کی دعا

ہ: عجلت پسندی

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت

---

[۱] جامع الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب، رقم الحديث ۳۷۰۹، ۹/۳۱۶۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذی ۳/۱۶۴)۔

[۲] ملاحظہ ہو: سورة المؤمنون / الآية ۵۱۔ [۳] ملاحظہ ہو: سورة البقرة / جزء من الآية ۱۷۲۔

[۴] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، رقم الحديث ۵۶۔(۱۵)، ۲/۷۰۳۔

نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا: ''بندہ جب تک گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور عجلت پسندی نہ کرے، تو اس کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے۔''

عرض کیا گیا: ''یا رسول اللہ! عجلت پسندی کیا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کہتا ہے: ''بلاشبہ میں نے دعا کی، بلاشبہ میں نے دعا کی، [لیکن] مجھے اپنی دعا قبول ہوتے ہوئے نظر نہیں آ رہی۔''

پھر وہ [دعا کرنے سے] اکتا جاتا ہے اور دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔''[1]

و: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑنا:

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت نقل ہے، کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم نیکی کا حکم ضرور دو گے اور برائی سے ضرور روکو گے، وگرنہ قریب ہے، کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجیں، پھر تم ضرور اس سے دعا کرو گے، لیکن وہ تمہاری دعا کو قبول نہ فرمائیں گے۔''[2]

اللہ کریم ہمارے اذکار اور دعاؤں کی قبولیت کی راہ میں رکاوٹوں کو دور فرما دیں۔ آمین یاحي یاقیوم.

(۳)

ثمراتِ اذکار کے بارے میں مایوس نہ ہونا

فوائد اذکار کی رکاوٹوں کی عدم موجودگی کے باوجود ان کے ظاہر نہ ہونے پر ذکر کرنے والا شخص اپنے بارے میں محرومی کا فیصلہ کرنے سے گریز کرے۔ کتنی ہی دفعہ اللہ

[1] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب بيان أنه يستجاب للداعي مالم يعجل ......، رقم الحديث ۹۲۔ (۲۷۳۵)، ۲۰۹۶/٤.

[2] المسند، رقم الحديث ۲۳۳۰۱، ۳۳۲/۳۸؛ وجامع الترمذي، أبواب الفتن، باب ما جاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، رقم الحديث ۲۲۵۹، ۳۲۵/٦۔۳۲٦. **الفاظ حدیث** المسند کے ہیں۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ حافظ منذری نے ان سے موافقت کی ہے اور شیخ البانی نے اس کو [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳۲٦/٦؛ والترغيب والترهيب ۲۲۷/۳؛ وصحيح الترغيب والترهيب ۵۷٦/۲).

کریم اپنی حکمت ورحمت سے اذکار کے ایسے مخفی منافع اور برکات عطا فرماتے ہیں، جو کہ انسانوں کی نگاہوں سے تو اوجھل ہوتے ہیں، لیکن ظاہری فوائد سے کہیں زیادہ بلند و بالا اور قیمتی ہوتے ہیں۔ اس بارے میں بندۂ مومن کی قلبی تسکین کے لیے شاید حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ صرف ایک حدیث ہی بہت کافی ہے۔ حضرات ائمہ احمد، بخاری اور حاکم ان سے روایت کرتے ہیں، کہ یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی مسلمان گناہ اور قطعی رحمی سے خالی دعا نہیں کرتا، مگر اللہ تعالیٰ اس کو تین میں سے ایک [نتیجہ] عطا فرماتے ہیں: یا تو اس کی دعا کو [فوری طور پر] [1] قبول فرماتے ہیں، یا اسی [دعا] کے بقدر اس سے مصیبت کو دور فرما دیتے ہیں، یا اس کے لیے [آخرت میں] [2] اس کے برابر اجر کو محفوظ فرما دیتے ہیں۔''

انہوں [صحابہ] نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! پھر تو ہم زیادہ [دعائیں] کریں گے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ہیں۔'' [3]

اے اللہ کریم اپنے فضل وکرم سے ہم ناکاروں کو اذکار اور دعاؤں کے تینوں اقسام کے نتائج وثمرات بہت زیادہ تعداد میں عطا فرماتے رہنا۔ آمین یا حي یا قیوم.

---

[1] ملاحظہ ہو: المسند، رقم الحدیث ١١١٣٣، ٢١٣/١٧.

[2] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٢١٣/١٧؛ والأدب المفرد، باب ما یُدَّخر للداعي من الأجر والثواب، رقم الحدیث ٧١١، ص ٢٤٠.

[3] یعنی اللہ تعالیٰ کا فضل وعطا تمہاری دعاؤں سے زیادہ ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم. (هامش المسند ٢١٥/١٧).

[4] المسند، رقم الحدیث ١١١٣٣، ٢١٣/١٧۔٢١٤؛ والأدب المفرد، باب ما یُدَّخر للداعي من الأجر والثواب، رقم الحدیث ٧١١، ص ٢٤٠؛ والمستدرك علی الصحیحین، کتاب الدعاء، ٤٩٣/١. الفاظ حدیث المستدرک کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے؛ حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے؛ حافظ ابن حجر نے اس کی توثیق فرمائی ہے اور شیخ البانی نے بھی اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٤٩٣/١؛ والتلخیص ٤٩٣/١؛ وفتح الباري ٩٦/١١ وصحیح الأدب المفرد ص ١٩٢).

المراجع والمصادر

١- "الأحاديث المختارة" للإمام المقدسي، بتحقيق الشيخ عبدالملك بن عبدالله بن دهيش، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ، بدون اسم الناشر.

٢- "الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للأمير علاء الدين الفارسي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ، بتحقيق الشيخ شعيب الأرناؤوط.

٣- "إعلام الموقعين عن رب العالمين" للإمام ابن القيم، ط: دار الفكر بيروت، سنة الطبع ١٣٩٧هـ، بتحقيق الشيخ محمد محي الدين.

٤- "تحفة الأحوذي" شرح جامع الترمذي للشيخ محمد عبدالرحمن المباركفوري، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٠هـ.

٥- "الترغيب والترهيب من الحديث الشريف" للحافظ المنذري، ط: دار الفكر بيروت، سنة الطبع ١٤٠١هـ، بتحقيق الشيخ مصطفى محمد عمارة.

٦- "التلخيص" للحافظ الذهبي، ط: دار المعرفة بيروت، الطبعة الثانية، بدون سنة الطبع (المطبوع بذيل المستدرك على الصحيحين).

٧- "جامع الترمذي" (المطبوع مع شرح تحفة الأحوذي) للإمام أبي عيسى الترمذي، ط: دار الكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع.

۸- "سنن أبي داود"(المطبوع مع عون المعبود) للإمام سليمان بن الأشعث السجستاني، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٠هـ.

٩- "السنن الكبرىٰ" للإمام النسائي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ ، بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط، بتحقيق الشيخ حسن عبدالمنعم شلبي.

١٠- "سنن ابن ماجه" للإمام أبي عبدالله القزويني ابن ماجه، ط: شركة الطباعة العربية السعودية، الطبعة الثانية ١٤٠٤هـ، بتحقيق ا.د: مصطفى الأعظمي.

١١- "سنن النسائي"(المطبوع مع شرح السيوطي وحاشية السندي) للإمام أبي عبدالرحمن أحمد بن شعيب النسائي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى ١٣٤٨هـ.

١٢- "شرح الطيبي على مشكاة المصابيح" للإمام شرف الدين الطيبي، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ، بتحقيق د. عبدالحميد هنداوي.

١٣- "شرح النووي على صحيح مسلم" للإمام النووي، ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة ، سنة الطبع ١٤٠١هـ.

١٤- "صحيح الأدب المفرد" الشيخ الألباني، نشر: دار الصديق الجبيل ، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

١٥- "صحيح البخاري"(المطبوع مع فتح الباري) للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، ط: المكتبة السلفية، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٦- ”صحيح الترغيب والترهيب“ تحقيق الشيخ محمد ناصر الدين الالباني، ط: مكتبة المعارف الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.

١٧- ”صحيح الجامع الصغير وزيادته“ للشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ.

١٨- ”صحيح سنن الترمذي“ اختيار الشيخ الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ،بإشراف الشيخ محمد زهير الشاويش.

١٩- ”صحيح سنن أبي داود“ صحّح أحاديثه الشيخ الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ، بإشراف الشيخ محمد زهير الشاويش.

٢٠- ”صحيح سنن النسائي“صحّح أحاديثه الشيخ الألباني،ط: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ،بإشراف الشيخ محمد زهير الشاويش.

٢١- ”صحيح مسلم“ للإمام مسلم بن حجاج القشيرى، نشرو توزيع: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة، سنة الطبع ١٤٠٠هـ، بتحقيق الشيخ محمد فواد عبدالباقي.

٢٢- ”طب نبوی اور جدید سائنس“ ڈاکٹر خالد غزنوی، ناشر: الفیصل ناشران و تاجران کتب اُردو بازار، لاھور۔ طبع سوم ١٩٨٨م.

٢٣- ”فتح الباري“ للحافظ ابن حجر، ط: المكتبة السلفية ، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٢٤ـ "فيض القدير شرح الجامع الصغير" للعلامة المناوي، ط: دار المعرفة بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩١هـ.

٢٥- " مجمع الزوائد منبع الفوائد " للحافظ نور الدين الهيثمي، ط: دار الكتاب العربي بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٢هـ.

٢٦- "مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح " للعلامة الملا علي القاري، ط: المكتبة التجارية مكة المكرمة، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الأستاذ صدقي محمد جميل عطار.

٢٧- " المستدرك على الصحيحين" للإمام أبي عبدالله الحاكم، ط: دار الكتاب العربى بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع.

٢٨- " المسند " للإمام أحمد بن حنبل، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ ، بتحقيق الشيخ شعيب الأرناؤوط ورفقائه. [أو:ط : دار المعارف مصر، الطبعة الثالثة ١٣٦٨هـ، بتحقيق الشيخ أحمد شاكر]

٢٩- "مسند الدارمي" المعروف بسنن الدارمي.للإمام الدارمي،بتحقيق ا. حسين سليم

٣٠- "مسند أبي يعلى الموصلي" للإمام حمد بن علي بن المثنى التميمي، ط: دار المأمون للتراث دمشق، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ، بتحقيق الأستاذ حسين سليم أسد.

٣١- "المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم" للحافظ أبي العباس أحمد القرطبي، ط:دار ابن كثير ودار الكلم الطيب دمشق بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ، بتحقيق الشيخ محي الدين ديب مستو ورفقائه.

٣٢- "الموطأ " للإمام مالك بن أنس، ط. عيسى البابي الحلبي وشركاه، سنة

الطبع ١٣٧٠هـ، بتصحيح وتخريج الشيخ محمد فؤاد عبدالباقي.

٣٣- "نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر" للحافظ ابن حجر، ط: قرآن محل كراتشي، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٣٤- "النهاية في غريب الحديث والأثر" للإمام ابن الأثير، الناشر: المكتبة الاسلامية بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الأستاذين طاهر أحمد الزاوي، ود. محمود محمد الطناحي.

٣٥- "هامش الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للشيخ شعيب الأرناؤوط، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

٣٦- "هامش الترغيب والترهيب من الحديث الشريف" للشيخ مصطفى محمد عمارة، ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة، وسنة الطبع ١٤٠١هـ.

٣٧- "هامش سنن الدارمي" للشيخ السيد عبدالله هاشم اليماني المدني، الناشر: حديث اكادمى فيصل آباد پاكستان، بدون الطبعة سنة الطبع ١٤٠٤هـ.

٣٨- " هامش شرح السنة " للشيخين شعيب الأرناؤوط ومحمد زهير الشاويش، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ.

٣٩- "هامش صحيح مسلم" للشيخ محمد فؤاد عبدالباقي، نشر و توزيع: إدارة البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة، سنة الطبع ١٤٠٠هـ.

٤٠- "هامش كتاب عمل اليوم والليل للحافظ ابن السني للشيخ أبي محمد سالم بن أحمد السلفي، ط: مؤسسة الكتب الثقافية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

٤١ – "هامش الموطأ للإمام مالك" للشيخ محمد فؤاد عبدالباقي، ط: عيسى البابي الحلبي وشركاه، وسنة الطبع ١٣٧٠هـ.

٤٢ – "هامش المسند" للشيخ أحمد محمد شاكر، ط: دار المعارف بمصر، الطبعة الثالثة ١٣٦٨هـ.

٤٣ – " هامش المسند" للشيخ شعيب الأرناؤط ورفقائه، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

مؤلف کی عربی مولفات

مصنف کی اردو تالیفات

- نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت
- والدین کا احتساب
- فضائل دعوت
- بچوں کا احتساب
- لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی
- ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد
- مسائل قربانی
- مسائل عیدین
- رزق کی کنجیاں
- فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اسباب
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم

مصنف کے قلم سے

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں

خواتین کی ذمہ داری

کتاب کے بنیادی موضوعات:

- احتساب کے متعلق خواتین کی ذمہ داری
- خواتین کے احتساب کی اہمیت
- خواتین کے احتساب کے واقعات:

عام لوگوں، اقربا اور معارف پر ۶۰ واقعات

علماء وطلبہ پر ۲۰ واقعات

اہل اقتدار پر ۶ واقعات

- عورت کی بازار میں بحیثیت محتسبہ تقرری کی ممانعت کے دلائل
- اس بارے میں پیش کردہ شبہات کی حقیقت

کتاب کے امتیازی خصائص:

اساس کتاب قرآن وسنت

- آیات واحادیث سے استدلال میں تفاسیر اور شروح حدیث سے راہنمائی
- واقعات احتساب سے حاصل شدہ دروس کا عام طور پر اختصار سے بیان

مصنف کے قلم سے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم

اس کتاب میں موضوع بالا کے متعلق چھیالیس باتیں بیان کی گئی ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- ❀ ہر مناسب وقت اور جگہ میں تعلیم
- ❀ تعلیم میں اشاروں، شکلوں اور لکیروں کا استعمال
- ❀ تعلیم بالعمل
- ❀ پہلے اجمال پھر تفصیل
- ❀ فقیر طلبہ کے لیے ایثار
- ❀ طلبہ کے احوال کو پیش نظر رکھنا
- ❀ لائق طلبہ کی حوصلہ افزائی
- ❀ تعلیم میں آسانی

کتاب کے امتیازی خصائص:

۱: کتاب کی اساس قرآن وسنت۔

۲: غیر ثابت شدہ روایات سے اجتناب۔

۳: آیات واحادیث سے استدلال میں تفاسیر اور شروح حدیث سے استفادہ۔

۴: غیر متعلقہ موضوعات کے متعلق گفتگو سے گریز۔

اس کتاب میں

توفیق الٰہی سے درج ذیل موضوعات کے متعلق قرآن وسنت کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے:

- ذکر کے (۱۹) فضائل
- قرآن کریم کے (۱۲) فضائل
- بعض سورتوں اور آیات کے فضائل
- اذان کے (۱۰) فضائل
- اذان کے متعلقہ اذکار کے فضائل
- وضو کے بعد پڑھی جانے والی دعا کی فضیلت
- مسجد میں داخل ہونے کی دعا کی فضیلت
- نماز کے بعض اذکار کے فضائل
- تہلیل، تحمید، تکبیر اور (لاحول ولاقوۃ الا باللہ) کے (۳۲) فضائل
- درود شریف کے (۸) فضائل
- استغفار کے (۱۶) فضائل
- صبح وشام کے بعض اذکار کے فضائل
- مرادیں پوری کروانے والے (۸) اذکار
- متفرق (۴۰) اذکار اور ان کے فضائل
- اذکار کے بارے میں (۳) تنبیہات

قیمت -/130 روپے